مدارس، مساجد اور گھروں میں

اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کورس

1

حدیث کی پہلی کتاب

تحقیق و تخریج کے ساتھ جدید ایڈیشن

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمۃ اللہ

تخریج و تزیین

محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حدیث کی پہلی کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدارس، مساجد اور گھروں میں
اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے کورس

1

حدیث کی پہلی کتاب

تحقیق و تخریج کے ساتھ جدید ایڈیشن

تالیف
مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ

تخریج و تزیین
محمد ادریس فاروقی

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم پبلیکیشنز
MUSLIM PUBLICATIONS

کتاب .... حدیث کی پہلی کتاب
مؤلف .... مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ
تعداد 2200
اشاعت ششم .... فروری 2008ء
ناشر .... مسلم پبلیکیشنز
سوہدرہ (گوجرانوالہ)
0322-4044013 055-6408834

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
DARUSSALAM

1 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092 فیکس: 7354072
Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com
2 غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703
3 مؤمن مارکیٹ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون: 7846714

کراچی شوروم Z-110,111 (D.C.H.S) طارق روڈ (بالمقابل لبرٹی پراپرٹی شاپنگ مال) کراچی
فون: 0092-21-4393936 فیکس: 4393937
Email: darussalamkhi@darussalampk.com

اسلام آباد شوروم F-8 مرکز، اسلام آباد فون: 051-2500237

جملہ حقوقِ اشاعت برائے مسلم پبلیکیشنز محفوظ ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- عرض ناشر 7
- پیش لفظ 9
- دیباچہ 11
- علمائے کرام کی آراء 15
- ۱ کلام سے پہلے سلام کیجئے 23
- ۲ سلام میں پہل کیجئے 25
- ۳ سب سے بہتر کون؟ 28
- ۴ علم حاصل کرنا فرض ہے 30
- ۵ علم کا رتبہ 33
- ۶ مومن کی شان 36
- ۷ بھائی چارہ 38
- ۸ بھائی کے کام آنا 40
- ۹ لوگوں پر رحم کیجئے 42
- ۱۰ اخلاق کی فضیلت 44
- ۱۱ حسن خلق کا مرتبہ 47
- ۱۲ فسق اور کفر 49
- ۱۳ بھائی پر ہتھیار اٹھانا 52
- ۱۴ پردہ پوشی کی فضیلت 54
- ۱۵ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت 56
- ۱۶ تفرقہ بازی کی مذمت 59
- ۱۷ دھوکہ دہی کی مذمت 61

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸	چغل خور کی مذمت	65
۱۹	قرابتداری توڑنے کی سزا	67
۲۰	بدگمانی کی مذمت	70
۲۱	خاموشی کی فضیلت	72
۲۲	خوش کلامی	75
۲۳	سعادت مند کون؟	77
۲۴	قائدین کی تکریم	78
۲۵	رہنما کی اصلی حیثیت	80
۲۶	تبلیغ کا حکم	83
۲۷	نیکیوں کی تلقین کا اجر	85
۲۸	جہنمیوں کے کام	88
۲۹	صحیح مسلمان کی تعریف	89
۳۰	بے ایمان اور بے دین کون؟	93
۳۱	احترام مسلم	95
۳۲	بول چال بند رکھنا	98
۳۳	ایک سنہری اصول	102
۳۴	دعوت قبول کرنا	104
۳۵	دوستوں کا خیال رکھنا	107
۳۶	پڑوسی کے حقوق	111
۳۷	پڑوسی کو آزار پہنچانا	114
۳۸	ہمیشہ ظلم سے بچو	117
۳۹	مسلمان بھائی کی مدد	121
۴۰	والدین سے حسن سلوک کی جزاء	124

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

زیر نظر کتاب کتب احادیث کا وہ بابرکت سلسلہ ہے جو حضرۃ العلام مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے بچوں اور نوجوانوں میں حدیث کا شوق پیدا کرنے کے لیے شروع کیا تھا۔ جس وقت آپ نے یہ مبارک سلسلہ شروع فرمایا تھا اس وقت بچوں اور نوجوانوں کے لیے اردو میں حدیث کے موضوع پر بہت کم کتب موجود تھیں۔ بہر حال آپ نے نونہالان چمن کی اصلاح وتربیت کے لیے جو کتب لکھیں اور ان کی جو تشریح فرمائی وہ اپنی سلاست اور افادیت کی بنا پر بہت پسند کی گئیں۔ اپنے وقت کے تقریباً 500 علمائے کرام نے ان کتب کی بابت اپنے اچھے ریمارکس دیے۔ نمونتاً چند علماء کے ریمارکس شروع کتاب میں دیے گئے ہیں۔ جنھیں پڑھ کر کتاب کی حیثیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

یہ حدیث کی چار کتب ہیں۔ ہر کتاب میں متعدد احادیث ہیں۔ پہلی کتاب میں 40 احادیث ہیں۔ دوسری میں 32، تیسری میں 32 اور چوتھی کتاب میں 33 احادیث ہیں۔ اس طرح یہ نورانی سلسلہ کل 137 احادیث پر مشتمل ہے۔

پہلی کتاب میں فہرست اور عنوانات نہیں تھے، موجودہ کتب میں فہرست اور عنوانات دے دیے گئے ہیں۔ اس طرح ان کتب سے استفادہ کرنا مزید سہل اور مفید ہو گیا ہے۔

علاوہ ازیں اس کتاب میں تصحیح، تزئین اور تخریج کا کام ہوا ہے جس سے اس کی اہمیت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی حدیث حوالہ کے بغیر نہ ہو۔ کتاب کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمپوزنگ، پرنٹنگ اور بائنڈنگ کا بھی خاص خیال رکھا گیا ہے۔

حدیث کی یہ کتب اگرچہ بچوں کے لیے لکھی گئیں مگر ان سے بڑے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ یقیناً یہ کتب عوام وخواص، مبتدی ومنتہی غرض سب افراد کے لیے ایک جیسی مفید ہیں۔ ان کتب کا یہی پہلو ان کو دیگر کتب سے ممتاز کرتا ہے۔

حدیث کا یہ عظیم و وقیع سلسلہ عالم اسلام کے اشاعتی ادارہ دارالسلام کے توسط سے شائع اور ڈسٹری بیوٹ کیا گیا ہے۔ تاکہ حدیث کی زیادہ سے زیادہ نشر واشاعت ہو۔

حافظ محمد نعمان فاروقی

یکم فروری 2008ء

مسلم پبلی کیشنز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

یوں تو اس وقت حدیث پر بہت کام ہوا ہے اور یہ بابرکت سلسلہ دور نبوی سے شروع ہے اور قیامت تک رہے گا۔ ارباب علم و فضل نے اس پر بہت دماغ سوزی کی اور خامہ فرسائی فرمائی۔ احادیث کو سینوں میں جمع کیا۔ کاغذ کے سفینوں میں منتقل کیا۔ ان کی تبویب کی۔ تحقیق و تفحص سے کام لیا۔ اصول حدیث وضع کئے۔ اسماء الرجال کو منضبط فرمایا۔ احادیث کی مختلف حیثیتوں سے درجہ بندی کی۔ شروحات رقم کیں۔ گتھیوں کو سلجھایا۔ پیچیدگیوں کو حل کیا۔ غرض انہوں نے خدمت و اشاعت حدیث کے سلسلے میں وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کا باید و شاید۔

بعض اہل علم نے بڑی کتب لکھیں' بعض نے چھوٹی۔ اسی طرح بعض نے خواص کے لیے ذخیرہ حدیث یکجا کیا اور بعض نے عوام کے لیے یہ خدمت سرانجام دی۔ عوام اور بچوں کے لیے حضرۃ العلام مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ نے آج سے کوئی پچاس سال پہلے حدیث کی کتب کا سلسلہ شروع فرمایا تھا جو تقریباً چوتھی کتاب تک پہنچ سکا۔ اگر آپ کو فرصت حیات اور ملتی تو شاید یہ سلسلہ اور آگے جاتا۔ مگر آپ نے جتنا بھی لکھا وہ بھی غنیمت ہے۔ آپ کا انداز تحریر سلیس' آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے جو آپ کا تحریر کردہ سلسلہ احادیث پسند کیا گیا۔ چنانچہ بعض مدارس میں اسے سلیبس میں شامل کر دیا گیا اور بچے ان احادیث اور ان کی تشریحات کو زبانی یاد کر کے تقریر و بیان کی صورت میں حاضرین کو سناتے تھے۔ اس طرح یہ سلسلہ بہت کامیاب رہا۔ ہمارے خیال میں اگر مدارس کے مبتدی طلبہ و طالبات میں یہ سلسلہ شروع کیا جائے تو بفضلہ مفید رہے گا۔ بلکہ یہ ۱۳۷ تیار تقاریر ہیں جن سے مبتدی (چھوٹے) طلبہ و طالبات کے علاوہ اہل علم بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے خطبات و تقاریر میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

کارکنان "مسلمان کمپنی" سوہدرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے یہ عظیم و وقیع کتاب شائع کر کے حدیث نبوی کی تبلیغ و اشاعت میں حصہ لیا ہے۔

محمد ادریس فاروقی
ڈائریکٹر مسلمان کمپنی سوہدرہ
۲۰ دسمبر ۲۰۰۲ء گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے' جس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن کریم کے بعد اگر کسی چیز کا درجہ ہے تو وہ حدیث نبوی ہے اور قرآن مجید کے بعد تمام علوم سے بہتر وافضل اور مفید تر اگر کوئی علم ہے تو وہ علم حدیث ہی ہے۔

یہ ایک مقولہ ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ عِلْمُ الْحَدِیْثِ بَعْدَ الْقُرْاٰنِ اَفْضَلُ الْعُلُوْمِ کہ قرآن مجید کے بعد علم حدیث جملہ علوم سے افضل ہے۔ مگر غور کیجئے حدیث نبوی کی اہمیت و فضیلت جاننے کے باوجود کتنے مسلمان ہیں جو علم حدیث کا شوق رکھتے ہیں؟ اور کتنے مسلمان بچے ہیں' جو عربی مدارس میں حدیث شریف کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟ اگر آپ یہ اعداد و شمار معلوم کرنے کی کوشش فرمائیں گے تو حیرت و استعجاب سے انگشت بدنداں رہ جائیں گے کہ اس وقت ان کی تعداد دو فیصدی بھی نہیں ہے۔ اس افسوسناک صورتحال پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

آپ کو اس وقت علم دنیوی حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں کالج اور ہزاروں سکول مل جائیں گے۔ مگر علوم دینی اور بالخصوص حدیث نبوی پڑھنے کے لئے چند مدارس کے سوا جو انگلیوں پر گنے جاسکیں' کوئی کالج نظر نہ آئے گا۔

انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہمارے نوجوان اور ان کے والدین نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روپیہ کی پرواہ کرتے ہیں' نہ سفر کی۔ برلن' گلاسکو اور لندن یونیورسٹی کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے تو ساتوں سمندر پار بھی چلے جاتے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں سالانہ فارغ التحصیل ہو کر آتے ہیں۔ مگر کسی نے مدینہ یونیورسٹی کی سند حاصل کرنے کے لئے کبھی خیال نہیں کیا۔ اور یہ کوشش نہیں کی کہ دنیا کے ساتھ دین یعنی قرآن و حدیث کی تعلیم بھی حاصل کی جائے۔ اِلاَّ مَاشَآءَ اللّٰہُ۔

ان حالات کی موجودگی میں ہمیں یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اگر ہماری غفلت کا یہی عالم رہا تو اس میں کوئی کلام نہیں کہ آنے والی نسلیں حدیث شریف کے نام سے بھی ناآشنا ہو جائیں گی' اور وہ یہ بھی نہ سمجھ سکیں گی کہ حدیث کسے کہتے ہیں اور اس کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟

اس لئے ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ مسلمان بچوں میں یہ شوق پیدا کیا جائے اور علوم حدیث کے متعلق آسان اور چھوٹی چھوٹی کتابوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا جائے تاکہ بچپن ہی میں انہیں حدیث کا ذوق پیدا ہو جائے اور انہیں یہ بھی پتہ چل جائے کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات ہماری زندگی سے کس قدر گہرا تعلق رکھتے ہیں۔

عام لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ شاید حدیث چند مسائل کے مجموعہ کا نام ہے جو صرف نماز' روزہ اور حج' زکوٰۃ وغیرہ کے متعلق ہیں اور بس --! یہی وجہ ہے کہ وہ اس کی طرف کم توجہ کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو مروجہ علوم ہی کے لئے مختلف سکولوں میں داخل کرتے پھرتے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ان کے اس خیال کی تردید ہو جائے گی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ احادیث صرف مسائل دینیہ اور احکام اسلامیہ کا مجموعہ ہی نہیں ہیں' بلکہ ان میں علم' اخلاق' معاد' معاش' تمدن' تجارت' صنعت' سیاست وغیرہ جملہ ضروریات انسانی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حضور سرور دوعالم ﷺ نے جس خوبی سے ان چیزوں کو بیان فرمایا ہے دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا انسان اس خوبی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان نہیں کر سکا۔ اور نہ ہی کسی کو یہ توفیق نصیب ہو سکتی ہے کہ وہ بجز تائید ایزدی کے ایسے جامع مانع اسباق دنیا کے سامنے پیش کرے۔

یوں تو حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی ۶۳ سالہ زندگی میں ہزارہا ایسی حدیثیں جو پند و نصائح کا منبع کہی جا سکتی ہیں ارشاد فرمائیں۔ مگر ہم اس گراں بہا ذخیرہ سے صرف چھوٹی چھوٹی حدیثیں انتخاب کر کے یہاں درج کرتے ہیں جو بلحاظ مضامین نہایت مفید اور ضروری ہیں نیز بآسانی حفظ ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِّنْ اَمْرِ دِیْنِهَا کُتِبَ فِیْ زُمْرَةِ الْعُلَمَآءِ وَ حُشِرَ فِیْ زُمْرَةِ الشُّهَدَآءِ وَ کُنْتُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ شَافِعًا وَّ شَهِیْدًا وَّ قِیْلَ لَهٗ ادْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ (اربعین للنووی ص ۳۰۲، کنز العمال ح ۲۹۱۸۴، العلل المتناهیة لابن جوزی ۱/ ۱۱۳)

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا "میری امت میں جو شخص امر دین کی چالیس حدیثیں حفظ کرے گا وہ علماء کے گروہ میں لکھا جائے گا اور شہیدوں کی جماعت میں اٹھایا جائے گا میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں شہادت دوں گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ تو جنت کے جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو جا"۔

ایک روایت میں یوں ہے:

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا مِّنْ سُنَّتِیْ اَدْخَلْتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ شَفَاعَتِیْ (العلل المتناهیة ۱/ ۱۱۴)

"یعنی جو شخص میری سنت (احادیث) میں سے چالیس حدیثیں حفظ کرے گا میں قیامت کے دن اسے اپنی شفاعت میں داخل کر لوں گا"۔

پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ خود بھی ان احادیث کو حفظ کرے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی حفظ کرائے' ان کا ترجمہ و مضمون پڑھائے اور اچھی طرح سمجھائے۔ اور زیادہ نہ سہی کم از کم چالیس احادیث مبارکہ بمعہ ترجمہ و تشریح زبانی یاد کر لے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کتاب کو ملک میں قبولیت حاصل ہو رہی ہے اور اب اس کا نواں ایڈیشن نکل رہا ہے نیز اس سلسلے کی دوسری' تیسری' چوتھی اور پانچویں کتاب بھی جلد از جلد طباعت سے مزین ہو جائے گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ۔ [1] کاغذ کی گرانی بلکہ نایابی آڑے آ رہی ہے۔ اگر احباب کرام نے ان کتابوں کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اسلامی مکاتب و مدارس میں بطور نصاب شامل کر لیا تو ہم جلد اس سلسلہ کو مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس وقت تک تین صد (۳۰۰) سے زائد علمائے کرام اس پر اپنی بہترین آراء کا اظہار فرما چکے ہیں [2] اور اس سلسلہ کو نہ صرف بچوں کے لئے بلکہ عوام الناس کے لئے بھی از حد مفید اور کار آمد قرار دے چکے ہیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

عبدہٗ

عبدالمجید خادم سوہدروی

---

(۱) حضرت مؤلف علیہ الرحمۃ کی عمر نے وفا نہ کی۔ آپ نے بے حد مصروف ہونے کے باوجود خدمت و اشاعت حدیث کے جذبے کے تحت ۳ کتب مکمل فرمالیں۔ اور ابھی چوتھی کتاب کے چند صفحات ہی لکھے تھے کہ عالم بقا کو سدھار گئے۔ اناللہ۔ پھر یہ کتاب والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ نے مکمل فرمائی۔ اللہ ان بزرگوں کی مساعی کو قبول فرمائے آمین۔ (فاروقی)

(۲) جن میں سے ہم نے چند آراء شروع کتاب میں دی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے کرام کی آراء

(۱) حضرت مولانا قاری محمد طیب (مرحوم) (سابق) مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں :

کتاب مستطاب "حدیث کی پہلی کتاب" مؤلفہ جناب مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی میری نظر سے گزری' جس میں احادیث نبویہ جمع کر کے انکی عام فہم اور سلیس شرح کی گئی ہے۔ فن حدیث' جس کی خدمت اس کتاب میں کی گئی ہے۔ اسلام کا ایک ایسا فن ہے' جس پر اسلام کے اصول و فروع دونوں کا علم و فہم موقوف ہے۔ کیونکہ دین کا اصولی منبع قرآن کریم ہے جس نے شرائع کے اصول استوار کر دیئے ہیں۔ اور دین کا فروعی مخزن علم فقہ ہے' جس نے جزئیات عمل کا ذخیرہ یکجا کر دیا ہے۔ فن حدیث ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے جو اصول کی سمٹی ہوئی کلیۃ کا پھیلاؤ اس طرح کر دیتا ہے کہ وہ جزئیات سے قریب تر ہو جائے۔ اور فروع کی منتشر جزئیہ کو سمیٹ کر اصول کے قریب لے آتا ہے کہ وہ اصول سے مربوط دکھائی دینے لگے۔ پس یہ فن اصول و فروع دین میں ایک ایسا ارتباطی واسطہ ہے کہ اس میں اصولیت کی شان بھی موجود ہے اور اس طرح فقہ کا قرآن سے جوڑ لگانا صرف اسی فن شریف پر مبنی ہے' گویا حدیث قرآن کی تفصیل ہے اور فقہ کا اجمال ہے۔ اسلئے اس فن کی خدمت حقیقتاً ایک طرف قرآن کی خدمت ہے اور ایک طرف فقہ کی۔

پس مؤلف ممدوح' محترم المقام مولانا عبدالمجید سوہدروی جن کا شمار مشہور علماء میں ہوتا ہے' نے اس تالیف کے ذریعے گویا تین علوم "علم قرآن' علم حدیث اور علم فقہ کی خدمت انجام دی ہے' اس لئے وہ مستحق مبارک باد ہیں حق تعالیٰ اس کتاب کو اور اس کے سارے سلسلے کو جس کا اظہار کتاب کے نام سے ہو رہا ہے' طالبان دین کے لئے نافع فرمائے اور مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ احقر العباد: محمد طیب عفی عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

سابق ناظم دارالاشاعت کراچی فرماتے ہیں:

احقر نے "حدیث کی پہلی کتاب" کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا' رسالہ کو مفید و نافع پایا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں' کہ اخلاق و معاشرت کے متعلق روایات حدیث کی اشاعت اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے' کیونکہ اس سے عام طور پر غفلت برتی جا رہی ہے' حق تعالیٰ حضرت المحترم مولانا عبدالمجید سوہدروی کو اجر خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس میں حصہ لیا اور بچوں کے لئے سلسلہ حدیث شریف مع عمدہ اور سلیس اردو تشریح مرتب فرمایا اور یہ سلسلہ بڑوں کے لئے بھی اتنا ہی کار آمد ہے جتنا کہ بچوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور مقبول بنائے۔ آمین۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بھی مسلمانوں کے لئے مفید اور نافع بنائے۔ آمین' ثم آمین۔

بندہ: محمد شفیع عفی اللہ عنہ

(۳) حضرت مولانا حافظ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ

سابق مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور فرماتے ہیں:

"حدیث کی پہلی کتاب" یہ رسالہ جناب محترم مولانا عبدالمجید صاحب خادم سوہدروی نے تالیف فرمایا ہے۔ رسالہ اسم بامسمیٰ ہے۔ اس میں ایسی حدیثیں ہیں جو جوامع الکلم کا مصداق ہیں' الفاظ و معانی قلیل ہیں' لیکن مضامین و معانی کبیر و کثیر اور کار آمد و مفید۔ مجھ کو یقین ہے کہ ایسی احادیث کی اشاعت و تبلیغ ہر مسلمان کے لئے یکساں نفع بخش ہے' خواہ مرد ہو یا عورت' بوڑھا ہو یا بچہ۔ اس پرفتن زمانہ اور عہد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب زدگی میں لازمی ہے کہ ایسے رسائل کی اشاعت کی جائے۔

مولانا سوہدروی نے موزوں تشریح و توضیح سے ہندوستانیوں کے لئے نفع کو عام و تام کر دیا ہے۔ اسلامی ہند کو مولانا کا ممنون ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو ان فیوض کے ساتھ تادیر سلامت رکھے اور اخلاص کے ساتھ اشاعت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

(۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ملتانی رحمہ اللہ

فرماتے ہیں:

اس دور اخیر میں سکولوں کی تعلیم نے جس قدر ذریات اہل اسلام کو صدمہ (نقصان) پہنچایا ہے اور دین سے کوسوں دور کر دیا ہے' اشد ضرورت ہے کہ ان کی تعلیمی روش میں اسلامی رنگ ڈالا جائے۔ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی نے اس ضرورت کو نہایت اچھے طریق پر نباہا اور روایات موثوقہ' مختصرہ' مصلحہ اخلاق و عقائد اور ہدایات ضروریہ کو نہایت اچھے طریق اور آسان و عام فہم طرز پر بیان فرمایا ہے۔ میں تو ضرور یہ کہوں گا کہ آج کل علماء اور لیڈران قوم بھی اس کتاب سے مستفید ہوں' ان کو بھی ان تفہیمات کی اشد ضرورت ہے۔ مولانا نے اس کتاب کے ذریعے بچوں اور بچیوں پر ہی نہیں بلکہ پوری قوم پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس کتاب کو ہر وقت زیر مطالعہ رکھیں اور اس کی جمع شدہ احادیث کو ضبط کریں۔ کوئی بچہ و بچی' مرد و عورت اس کتاب کے بغیر اپنی اصلاح نہیں کر سکتا۔ مولانا کا فرض ہے کہ اس کتاب کو سلسلہ وار مکمل فرما کر اس کے فیض سے مسلمانوں کو شاداب فرمائیں۔

اَقُوْلُ هٰذَا وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

خاکسار ابو محمد عبدالحق ملتانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) حضرت مولانا سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

(فاضل دیوبند و سابق خطیب جامع مسجد لاہور چھاؤنی) فرماتے ہیں:

کسی قوم کے افراد و اشخاص کی اخلاقی نشوونما اگر صحیح طریق پر واقع ہوئی ہو تو اس کا تاریک مستقبل' روشنی سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

ہندوستان میں جو رسائل و کتب اخلاقی تعلیم کے لئے تجویز کئے جاتے ہیں' یا مدون ہو کر قوم کے سامنے آتے ہیں' وہ اس قدر غیر مکمل اور عملی حیثیت سے ناقص ہیں' کہ اس سے اخلاقی صلاحیت کی توقع رکھنی ہی بے سود ہے۔ اس لئے علماء و زعماء اس ضرورت کو محسوس کر رہے تھے کہ آسان اردو زبان میں متمم اخلاق[1] فِدَاہُ اَبِی وَ اُمِّی ﷺ کی تعلیم و اعمال اور آپ کی سیرت کو بہترین صورت میں شائع کیا جائے۔

چنانچہ حضرات علماء کرام (کَثَّرَ اللّٰہُ سَوَادَھُم) نے توجہ فرمائی اور ایک حد تک کافی ذخیرہ اردو زبان میں آگیا۔ مگر عام مسلمانوں اور ہونہار بچوں اور غریب طبقہ کے لوگوں کی ابھی ضرورت باقی تھی۔ الحمدللہ کہ فاضل محترم مولانا عبدالمجید سوہدروی نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی طرف توجہ فرمائی اور "حدیث کی پہلی کتاب" کے نام سے ایک گرانقدر رسالہ شائع فرما کر مسلمانوں کو عموماً اور علماء کو خصوصاً ممنون فرمایا۔

میں نے رسالہ کو دیکھا' صحیح روایات جمع کی گئی ہیں' ان کی تشریح مختصر' جامع اور عام فہم ہے جس سے ہر بڑا آدمی اور ابتدائی طالب علم بھی نفع اٹھا سکتا ہے۔ میری ناقص رائے میں ہر مسلمان کو اس رسالہ کو حرز جان بنانا ضروری ہے۔ قومی اور مذہبی درسگاہوں میں اس رسالہ کو نصاب تعلیم میں داخل کرنا مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے۔ مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ میری درخواست ہے کہ وہ اسی طریق پر بقیہ کتب حدیث بھی تصنیف فرما کر اس سلسلہ کو مکمل فرمائیں۔ کیونکہ موصوف کا انداز نہایت سُلجھا ہوا' آسان' مصلحانہ اور ہمدردانہ ہے۔ یقیناً اس

---

[1] اخلاق کو ہر پہلو سے مکمل کرنے والا' مراد آنحضرت ﷺ۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قوم کو بہت فائدہ ہو گا۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

عبدہ' الاحقر: عبدالعزیز عفا اللہ عنہ چھاؤنی' لاہور

(۶) حضرت مولانا نور الدین صاحب رحمہ اللہ

سابق ناظم جمعیتہ تنظیم اہلحدیث پنجاب فرماتے ہیں:

محترم مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ کو حق تعالیٰ نے قرآن و حدیث کی محبت خدمت کا حظ وافر عطا فرمایا' آپ نے اسی مبارک جذبہ کے تحت سلسلہ کتب احادیث میں' "حدیث کی پہلی کتاب" شائع کی ہے' جو میری نظر سے گزری۔ آپ نے اس میں ایسی آسان اور مختصر احادیث جمع کی ہیں' جو موجودہ وقت میں اصلاح اخلاق و اعمال کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ احادیث کا ترجمہ اور اس کی تشریح عام فہم طریق پر نہایت وضاحت اور صراحت سے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب کی سفارش کی ضرورت تو نہیں کیونکہ حضرت مؤلف کا نام ہی اس کے لئے بہت کافی ہے۔ تاہم میں پھر بھی کہوں گا کہ ایسی بہترین کتاب ہر گھر میں موجود ہونی چاہئے' تاکہ سب چھوٹے بڑے مرد و عورت اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

نور الدین (امرتسر)

(۷) حضرت مولانا عبیدالرحمٰن

محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے جہاں تک اس کتاب کو دیکھا اور مندرجہ احادیث کو پڑھا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ کتاب اصلاح اخلاق کے لئے اکسیر صفت ہے۔ جسے اگر نہایت اہم و ضروری نصائح اور ہدایات کے مجموعہ کا نام دیا جائے تو شاید ناموزوں نہ ہو گا۔ مسلمانوں کے گھروں میں رہنے کے قابل اور لڑکوں اور لڑکیوں کے پڑھانے کے لائق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ موصوف نے یہ کتاب اس لیے لکھی ہے تاکہ نئی نسل کی ذہنیت درست ہو اور وہ حسن اخلاق کا نمونہ بن کر آئندہ آنے والوں کے لئے بہتر اور مفید افراد ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف محترم مولانا عبدالمجید سوہدروی کو اپنی مرضیات کی توفیق روز افزوں عنایت فرمائے اور ایمان و اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے آمین!

عاجز: عبید الرحمٰن کفاہ المنان (دہلی)

(۸) حضرت مولانا حافظ سید محمد منیر شاہ خوشاب

سابق مبلغ "حزب اللہ و حزب الانصار" فرماتے ہیں:

"حدیث کی پہلی کتاب" میری نظر سے گزری' یہ کتاب بچوں کے لئے نہایت مفید اور ضروری ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو یہ کتاب خود بھی پڑھنی چاہئے اور اپنے بیوی اور بچوں کو بھی پڑھانی چاہئے' تاکہ سب کو حدیث نبوی سے انس پیدا ہو اور وہ دین و دنیا میں شاد کام ہو جائیں۔ بلکہ میں حضرت موصوف سے درخواست کروں گا کہ اس نافع عوام و خواص سلسلہ احادیث کو آگے بڑھایا جائے تاکہ ایسی بابرکت کتب سے قوم زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔"[1]

منیر شاہ

(۹) حضرت مولانا عبدالحنان

سابق ناظم جمعیتہ علمائے پنجاب فرماتے ہیں:

میں نے "حدیث کی پہلی کتاب" دیکھی۔ اس کی تمام احادیث نبی کریم ﷺ کے

---

(۱) یہ سلسلہ حضرت موصوف نے آگے بڑھا دیا تھا جیسا کہ آپ اب چار کتب کی صورت میں دیکھ رہے ہیں یعنی پہلی' دوسری' تیسری اور چوتھی کتاب۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق' آپ کے حسن معاملہ و رواداری کا بہترین نمونہ ہیں۔ اگر مسلمان لڑکے لڑکیاں' ان احادیث کو حفظ کر کے عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں' تو نہ صرف ان کے لئے بلکہ ان کے والدین کے لئے از حد مفید اور ذریعہ نجات ثابت ہوں گی۔

نیز مغربی تہذیب اور تمدن سے محفوظ رہنے کے لئے اسوۂ آنحضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی حصن حصین نہیں ہو سکتا۔ مؤلف رسالہ ہذا نے مختصر اور آسان احادیث مبارکہ کو ایک رسالہ کی شکل میں جمع کر کے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت المحترم مولانا عبدالمجید سوہدروی کو اس کام کو مزید بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر عبدالحنان (لاہور)

(۱۰) حضرت مولانا محمد ابوالقاسم البنارسی

تحریر فرماتے ہیں:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ۔ میں نے مولانا عبدالمجید صاحب ایڈیٹر ماہنامہ "مسلمان" لاہور کی بیش بہا تصنیف "حدیث کی پہلی کتاب" پر ایک سرسری نگاہ ڈالی۔ میں بلا تصنع و بلا مبالغہ اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے یہ نہایت مفید کتاب ہے۔ نہ محض بچوں کے لیے بلکہ بڑے لوگوں کے لیے بھی۔ مسلمانان ہند کا کوئی گھرانہ اس مفید کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیے۔ اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کی باتیں بڑی خوبصورتی سے درج کی گئی ہیں کہ جس کے مطالعہ سے دارین (دنیا و دین) کی سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس مفید امر پر سبقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی۔ اور ان کو توفیق دے کہ اس کے باقی حصص کی تکمیل بھی فرما دیں۔[1]

وانا الراقم: محمد ابوالقاسم البنارسی

(II) حضرت مولانا حافظ ابراہیم کمیرپوری رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدیر اخبار اہلحدیث لاہور فرماتے ہیں:

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مایہ ناز عالم' اعلیٰ درجہ کے اخبار نویس اور بہترین خطیب تھے۔ آپ نے برصغیر پاک و ہند میں تحریر و تقریر کے ذریعے قرآن و حدیث کی بہت خدمت فرمائی۔ ایسے ہمہ صفت علماء خال خال ہوتے ہیں۔ مولانا مرحوم کی ایک ممتاز خوبی یہ تھی کہ آپ تحریر و تقریر میں منفی کی بجائے مثبت انداز کے قائل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بلاامتیاز مسلک و مذہب ہر انسان ان کے علمی فیوض سے مستفیض ہوتا رہا ہے۔

مولانا مرحوم نے اصلاح معاشرہ کے نقطہ نگاہ سے عام فہم انداز میں حدیث کی چند مختصر کتابیں اردو زبان میں تحریر کی تھیں۔ یہ کتابیں ان کے خاص اسلوب کی آئینہ دار اور ان کے تبلیغی اور اصلاحی جذبہ کا بین اور کھلا ثبوت ہیں۔ عورتوں' بچوں' کم علم افراد اور اردو خواں طبقہ کے لئے ان کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ بلکہ میری سفارش ہے کہ اس کتاب کو لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں داخل نصاب کر دیا جائے' علاوہ ازیں یہ تشریحات محض تشریحات ہی نہیں بلکہ علماء و مبلغین کرام کے لیے حالات حاضرہ کے مطابق وعظ و تقریر کے مختلف عنوانات ہیں۔ جن سے وہ بآسانی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

العبد: محمد ابراہیم کمیرپوری

---

(1) الحمدللہ حضرت موصوف نے باقی حصص بھی مکمل فرما دیئے' ہاں' اگر عمر وفا کرتی تو یہ سلسلہ اور [illegible] (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱

کلام سے پہلے سلام کیجئے

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ[1]

ترجمہ: "کلام سے پہلے سلام کرو"۔

تشریح: جب کسی سے ملو، تو گفتگو شروع کرنے سے پہلے "السلام علیکم" کہو کہ اس میں برکت بھی ہے اور محبت بھی۔ چونکہ تمام اقوام عالم کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ وہ گفتگو سے پہلے بطور تعظیم یا دعا کوئی ایسا جملہ استعمال کرتے ہیں جسے وہ اپنے لئے بہتر خیال کرتے ہیں، جیسا کہ انگریز لوگ "گڈ مارننگ" (صبح اچھی ہو) کہا کرتے ہیں اور ہندو لوگ "نمستے" (میں تیری تعظیم کرتا ہوں) یا "پاؤں پڑتا ہوں" یا "رام رام" وغیرہ کہتے ہیں اور سکھ "واہ گوروجی کا خالصہ" کہتے ہیں۔ اسی طرح ضروری تھا کہ اسلام بھی جو تمام عمدہ تہذیبوں کا مجموعہ ہے، مسلمانوں کو باہمی ملاقات کے وقت کوئی ایسا کلمہ کہنے کی تلقین کرتا جو سب سے افضل ہوتا۔ چنانچہ ہادیٔ اسلام

---

[1] ترمذی، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام، ح ۲۶۹۹؛ ترمذی نے اسے منکر کہا اور امام بخاری رحمہ اللہ سے اس کے دو راویوں پر جرح نقل کی۔ لیکن اس مفہوم کی روایت حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۱۹۹ میں موجود ہے جس کے راوی بقیہ بن ولید نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے (عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ح ۲۱۴)، لہٰذا یہ روایت حسن ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔ سلسلۃ الصحیحۃ ج ۱ ص ۷۹ ح ۸۱۶، صحیح الجامع ح ۳۶۹۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب آپس میں ایک دوسرے سے ملو تو "السَّلامُ علیکم" (تم پر سلامتی ہو) کہا کرو۔ اور دوسرا "وعلیکمُ السَّلامُ ورحمةُ اللّٰہ" یعنی (تم پر بھی سلام اور رحمت ہو) کے الفاظ میں جواب دے کر حق اخوت ادا کرے۔ تاکہ باہم موانست پیدا ہو اور محبت بڑھے اور ہر ایک دوسرے کو اپنے سے بڑھ کر خیر خواہ تصور کرے۔ (ابوداود' اللباس' باب ماجاء فی اسبال الازار ح ۴۰۸۴)

اس مختصر سے جملہ "السَّلامُ علیکم" میں نہ معلوم وہ کونسی خوبی اور کشش ہے جو قدرت نے اس میں ودیعت کر رکھی ہے' کہ جب ایک آدمی دوسرے سے "السلام علیکم" کہتا ہے' تو خود بخود ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے ایسا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے جسے محبت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور غالبا یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"ہر واقف و ناواقف سے سلام کہا کرو" (اور کبھی کسی سے ایسے ناراض نہ ہو جاؤ کہ سلام تک ترک کردو۔ اگر تم سلام عام کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں محبت ڈالے گا اور مالوں میں برکت دے گا اور شیطان تم میں اختلاف پیدا نہ کرسکے گا۔) (بخاری' الایمان' باب افشاء السلام من الاسلام ح ۲۸' مسلم' الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام الخ ح ۳۹)

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

"جب تم اپنے گھر میں جاؤ تو گھر والوں کو بھی "السلام علیکم" کہا کرو۔ یہ (سلام) تمہارے گھر کے لئے موجب برکت ہو گا"۔ (سورة النور ۶۱' ترمذی' الاستئذان' باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ ح ۲۶۹۸)

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص سلام کہہ کر گھر میں داخل ہوتا ہے اللہ اس کے گھر میں صلح اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفائی کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کے گھر میں لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا"۔

(دیکھیے حوالہ سابق)

پس ہر مسلمان مرد' عورت' بوڑھے اور بچے پر فرض ہے کہ وہ جب کسی سے ملے تو پہلے "السلام علیکم" ضرور کہے۔ اگر کوئی شخص سلام کہے بغیر گفتگو شروع کر دے تو حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس کی بات کا جواب نہ دو۔

"السلام علیکم" کہنے میں ثواب بھی ہے اور برکت بھی۔ پس خلاف شرع طریقہ اختیار کرنا مثلاً ماتھے پر ہاتھ رکھنا' ٹوپی اتارنا' جھکنا' آداب عرض یا حضرت سلامت اور تسلیمات جیسے کلمات استعمال کرنا یکسر ترک کر دینے چاہئیں کہ یہ ہمارا مذہبی طریقہ نہیں ہے۔

۲

سلام میں پہل کیجئے

اَلْبَادِئ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِّنَ الْكِبْرِ "

ترجمہ "پہلے سلام کرنے والا تکبر سے بری ہوتا ہے"

---

(۱) بیہقی فی شعب الایمان ج ۶ ص ۴۳۳ ح ۸۷۸۶' اس کے سارے راوی ثقہ ہیں' العباس بن الفضل کے حالات کے لیے دیکھئے سوالات الحاکم للدارقطنی' ص ۱۱۹ نمبر ۱۴۳۔ لیکن سند میں سفیان ثوری اور ابو اسحاق کا عنعنہ ہے اسے شیخ البانی نے السلسلۃ الضعیفہ (ج ۴ ص ۲۳۶ ح ۱۷۵۱) میں ذکر کر کے ضعیف قرار دیا ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عمداً جان بوجھ کر دوسروں کو پہلے سلام کہنے سے گریز کرتا ہے' وہ متکبر ہوتا ہے۔ اور متکبر کے متعلق بہت سخت وعید آئی ہے' کیونکہ تکبر اکبر ا لکبائر (یعنی بڑے گناہوں) میں سے ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ وہی لوگ پہلے سلام کرنے سے گریز کرتے ہیں' جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اور وہ اپنی بڑائی کا خیال کرتے ہوئے اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ کوئی دوسرا انہیں پہلے سلام کرے اور پھر وہ اس کا جواب دیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق' خواہ وہ عالم ہوں یا پیر و مرشد' صاحب اثر و ثروت ہوں یا ارباب حکومت' حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ وہ ہولناک عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ کیونکہ وہ اپنے کبر و نخوت کی وجہ سے اسلامی مفاد کے دشمن اور حقوق العباد کے غاصب ہیں۔

اسلام چونکہ تکبر کا مخالف اور انکساری کا حامی ہے اس لئے اس کے ہر حکم میں انکساری اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم پہلے سلام کرو کہ اس میں دینی فائدہ بھی ہے اور دنیوی بھی۔ دینی یہ کہ تمہیں زیادہ اجر ملے گا اور دنیوی یہ کہ مخاطب کے دل پر اس کا خاص اثر ہوگا اور تم سے محبت کرے گا اور تمہیں اچھا سمجھے گا۔

سلام میں پہل کرنے کا اجر زیادہ ہے' چنانچہ جو کوئی پہلے سلام کہے گا وہ یقیناً دگنے ثواب کا مستحق ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

"صرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور اگر "السلام علیکم ورحمة اللّٰه" کہا جائے تو بیس اور اگر ساتھ "وبرکاتہٗ" بھی کہہ دیا جائے تو تیس اور اگر "وَمغفرتہٗ" بھی ملا لیا جائے تو چالیس نیکیوں کا ثواب ملے گا"۔ ابوداؤد' الادب' باب کیف السلام ح ۵۱۹۵۔ ۵۱۹۶

اگر پہلے "السلام علیکم" کہنے والا یہ الفاظ نہ کہے تو جواب دینے والے کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته" کہنا چاہئے' تاکہ اس طرح وہ برابر کا ثواب حاصل کر سکے۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے افضل وہ ہے جو پہلے سلام کہے' نیز سب سے زیادہ بخیل وہ شخص ہے جو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنے میں بخل کرے۔ یعنی بوقت ملاقات اپنے مسلمان بھائیوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ نہ کہے"۔ (ابو داؤد' الادب' باب فی فضل من بدأ بالسلام ح ۵۱۹۷)

حضور ﷺ نے "السلام علیکم" کے متعلق جہاں اور بہت سی جزئیات ارشاد فرمائی ہیں وہاں اس امر کی بھی تصریح کر دی ہے کہ شرعاً پہلے سلام کہنا کس کا فرض ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ حضور ﷺ نے سلام کے مراتب کی بھی تقسیم فرما دی ہے' تاکہ ہم حفظ مراتب کا خیال رکھیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو سواری پر ہو وہ پیادہ کو سلام کرنے میں پہل کرے۔ اور جو چھوٹا ہو وہ بڑوں کو کہے۔ جو تھوڑے ہوں وہ زیادہ تعداد والوں کو سلام کرنے میں پہل کریں"۔ (بخاری' الاستئذان' باب تسلیم القلیل علی الکثیر' ح ۶۲۳۱' مسلم' السلام' ح ۲۱۶۰)

سلام میں پہل کرنے والا خواہ کوئی بھی ہو' وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مقرب اور کثیر اجر وثواب کا مستحق ہے۔ مگر جب کوئی دو سروں کو پہلے سلام نہ کہے اور گریز کرے تو مذکورہ ترتیب کے مطابق دیکھنا چاہئے کہ کس پر پہلے سلام کہنا واجب ہے؟ جو اس ترتیب کو توڑے اور خلاف ورزی کرے' یقیناً وہی گناہ گار ہے اور اسی پر اس کا سارا بار ہے۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳

سب سے بہتر کون؟

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ عَلَّمَهُ [1]

ترجمہ "تم میں سے افضل وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھلائے۔"

تشریح اس حدیث میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کو تعلیم قرآن پر توجہ دلائی ہے اور صرف توجہ ہی نہیں دلائی بلکہ فرمایا ہے کہ سب سے افضل اور برتر وہ شخص ہے جو قرآن دان ہو اور قرآن کریم ہی کی تعلیم دیتا ہو۔

ایک سید صاحب ہیں جنہیں لوگ شاہ جی کہہ کر پکارتے ہیں' ان کا ادب و احترام کرتے ہیں' مگر وہ نہ خود قرآن جانتے ہیں نہ دوسروں کو پڑھا سکتے ہیں گو وہ خاندانی اعتبار سے دنیا کے نزدیک افضل ہیں' مگر اللہ اور رسول ﷺ کے نزدیک افضل نہیں ہیں' کیونکہ وہاں تو خاندانی شرف کی نہیں بلکہ اعمال کی ضرورت ہے اور اعمال میں سب سے بہتر عمل قرآن کریم کا سیکھنا اور سکھانا ہے' جس سے وہ بے بہرہ ہیں۔

ایک خان صاحب ہیں یا چوہدری صاحب ہیں جو بہت متمول ہیں' لوگ ان کی عزت کرتے ہیں اور انہیں بہت بڑے لوگ سمجھتے ہیں۔ مگر وہ نہ قرآن جانتے ہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ بیشک وہ دولت و ثروت کے اعتبار سے تو

---

(1) صحیح بخاری' فضائل القرآن' باب خیرکم من تعلم القرآن و علمہ' ح ۵۰۲۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کی آنکھوں میں بہت سے بڑے ہوں گے' مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ بڑے نہیں ہو سکتے' کیونکہ وہاں تو بڑا اور افضل وہی ہو گا جو قرآن مجید سے محبت رکھتا ہو گا۔

ایک تحصیلدار صاحب' ایک وکیل صاحب' ایک ڈاکٹر صاحب اور ایک جج صاحب ہیں جو عہدہ کے اعتبار سے تو بہت بڑے اور سب سے افضل مانے جاتے ہیں اور تعلیم میں بھی کسی سے کم نہیں۔ ایم۔ اے اور بی۔ اے' ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں بھی موجود ہیں' مگر قرآنی مطالب سے بے بہرہ ہیں' ایک دفعہ بھی قرآن نہ ترجمہ سے پڑھا ہے نہ کسی کو پڑھایا ہے۔ گو وہ دنیوی اعتبار سے تو بہت بڑے ہیں مگر دینی اعتبار سے اس قابل نہیں کہ دربار نبوی ﷺ میں رسائی حاصل کر سکیں۔

علم تو کوئی ہو' وہ بہتر ہی ہوتا ہے اور اس کا جاننے والا بھی دوسروں سے افضل ہوتا ہے' مگر قرآن مجید چونکہ تمام علوم کا مجموعہ ہے' اس لئے حضور ﷺ نے قرآن دان کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔ نعم ما قال

جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْآنِ لٰكِنْ
تُقَاصِرُ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ [1]

افسوس ہے کہ مسلمان کی قرآن کریم سے توجہ اٹھ گئی اور ان میں قرآن دانی اور قرآن فہمی تو درکنار' اب قرآن خوانی بھی نہیں رہی۔ [2] ورنہ اگر وہ قرآن پڑھتے' اسے سمجھتے' اس پر عمل کرتے تو آج یوں تباہ حال نہ ہوتے' برباد نہ ہوتے' نادار نہ ہوتے' مفلس نہ ہوتے' محکوم نہ ہوتے۔

جن لوگوں نے حضور ﷺ کا یہ حکم سن کر قرآن مجید پڑھا اور سوچ سمجھ کر پڑھا

---

[1] یعنی قرآن مجید وہ گنجینہ علم و ادب کتاب ہے کہ جس تک عموماً آدمیوں کا فہم و ادراک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ (فاروقی)

[2] یہاں مراد قرآن مجید پڑھنا اور اس کی تلاوت کرنا ہے۔ رسم قرآن خوانی نہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پھر اس پر عمل پیرا ہوئے وہ تمام خوبیوں کے مالک بن گئے۔ تاریخ بتا رہی ہے کہ وہ جو مفلس اور نادار تھے' متمول اور ساہوکار بن گئے۔ وہ جو شتربان اور گڈریئے تھے' حاکم ہو گئے۔ وہ جو جاہل مطلق تھے' نہ صرف علامہ بن گئے بلکہ بڑے بڑے علوم کے موجد ہوئے' وہ جو کاہل اور بیکار تھے' بڑے بڑے تاجر اور کارخانوں کے مالک بن گئے۔ وہ جو عرفان الٰہی کے نام سے آشنا تک نہ تھے' معرفت اور زہد کے دریا بہانے لگے۔ الغرض دین و دنیا کی وہ کونسی خوبی تھی جو ان میں موجود نہ تھی۔

آج اگر مسلمان پھر وہ دور اول دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کا واحد علاج یہی ہے کہ قرآن کریم کو ہاتھ میں لے لیں' دوسرے علوم بھی حاصل کریں' سکول پڑھیں' کالج جائیں' بڑی بڑی یونیورسٹیوں کی سندیں حاصل کریں' مگر قرآن مجید کو سب پر مقدم رکھیں۔ اسے نہ صرف دیکھ کر پڑھیں' بلکہ سمجھ کر ترجمہ سے پڑھیں' اس میں غور کریں اور اپنا دستور العمل بنائیں' پھر دیکھیں کہ عاقبت کے علاوہ اس دنیا میں بھی اس کے کیا کیا فوائد و نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

**

۴

علم حاصل کرنا فرض ہے

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ "علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"[1]

---

(1) ابن ماجه : المقدمة : باب فضل العلماء و الحث على طلب العلم ح ۲۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح آنحضرت ﷺ جانتے تھے کہ قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک وہ زیور علم سے مزین نہ ہو' اس لئے حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کے ہر فرد و بشر کے لئے تحصیل علم ضروری قرار دے دیا' تاکہ ساری قوم تعلیم یافتہ ہو اور علم کی برکت سے دین و دنیا میں ترقی کرے۔

تحصیل علم ہر مسلمان پر فرض ہے اور لفظ "مسلم" کے تحت مرد بھی آتے ہیں اور عورتیں بھی' اسی لئے اس موقع پر حضور ﷺ نے "مُسْلِمَۃ" نہیں فرمایا' مگر ایک دوسری روایت میں:

"اَلْعِلْمُ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ"

"یعنی ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم فرض ہے"۔

اور دیلمی کی روایت میں:

"عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ" (۱) کے الفاظ وارد ہیں اور مومن مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی۔ پس حضور ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ تحصیل علم ہر مسلم اور مومن کے لئے ضروری ہے' تمام مردوں' عورتوں' چھوٹوں' بڑوں' بچوں اور بوڑھوں کو شامل ہے اور کوئی فرد بشر یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس حکم سے مستثنیٰ ہوں اور میرے لئے علم پڑھنا ضروری قرار نہیں دیا گیا۔ (۲)

یہاں علم سے مراد اگرچہ دینی علم ہے' مگر دنیاوی علم بھی اس سے خارج نہیں' تاہم دینی علم (قرآن و حدیث) کو اس لئے ترجیح دی گئی ہے کہ اس میں دنیاوی تعلیم

---

(۱) دیلمی کی فہرست میں یہ الفاظ ہیں۔ لیکن "المکتبۃ الاثریہ" کے مطبوعہ نسخے میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی دوسرے نسخے میں ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۲) قرآن مجید میں بھی جہاں یایُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وارد ہے' اس خطاب میں مرد کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہیں' یہ مرد و عورت دونوں کو اکٹھا خطاب ہے۔ اس حدیث میں بھی اسی طرح مرد اور عورت دونوں مراد ہیں۔ (فاروقی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی موجود ہے' یعنی اس علم میں عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کی بھی اس قدر تفصیل اور تشریح وارد ہوئی ہے کہ دنیا کی اتنی واضح تعلیم کسی اور کتاب یا مذہب میں نہیں مل سکتی۔

خیال رہے کہ اسلام سے پہلے کسی دین و مذہب میں علم کا حاصل کرنا فرض قرار نہیں دیا گیا تھا۔ اور نہ علم ہی اسلام سے پہلے دنیا میں کبھی اتنا وسیع اور عام ہوا تھا' جتنا کہ حضور ﷺ کے اس (مذکورہ) ارشاد کے بعد ہوا۔ یہ حضور ﷺ ہی کی شان ہے کہ آپ نے علم کو فروغ دیا اور فرمایا کہ جب تک تم علم حاصل نہ کرو گے پکے مسلمان نہ بن سکو گے۔ سعدی مرحوم نے بھی اسی لئے کہا ہے کہ

؎ پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

کیونکہ جب تک کوئی مسلمان علم حاصل نہیں کر لیتا اپنے دین اور مذہب سے واقف نہیں ہو سکتا۔ بغیر علم کے کوئی انسان نہ تو رب کو پہچان سکتا ہے اور نہ ہی رسول ﷺ کی شان سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح وہ ماں' باپ' استاد' بہن' بھائی' حاکم و محکوم اور عزیز و اقارب کے حقوق و فرائض سے نابلد رہتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے دینی تعلیم حاصل کرے' توحید و سنت کو سمجھے' حقوق اللہ اور حقوق العباد سے آگاہی حاصل کرے' عبادات کے طریق اور اصول معلوم کرے اور معاملات اور ان کی جزئیات پر عبور حاصل کرے' تاکہ وہ دینی مسائل و احکام میں کسی کا محتاج نہ رہے نیز اسلامی تعلیمات سے امت کا بچہ بچہ آگاہ ہو جائے۔

علم اگرچہ کتابوں کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر دیہاتی بھائی بھی لکھنا پڑھنا سیکھے۔ علم صرف "آموختن" سیکھنے کو کہتے ہیں' خواہ وہ زبانی سیکھ لیا جائے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے لفظ "علم" کہہ کر سب کے لئے آسانی کر پیدا دی کہ میری امت کا ہر فرد کچھ نہ کچھ "سیکھ' سمجھ اور جان" لے' خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو۔ کیونکہ حضور ﷺ جانتے تھے کہ ہر زمانے میں لکھنے پڑھنے کے سامان' پریس اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاغذ وغیرہ کی افراط نہ ہوگی' پھر کیوں انہیں کتاب اور کتابت ہی کے ذریعے لکھنے پڑھنے پر مجبور کیا جائے۔ پس آپ ﷺ نے مطلق "علم کی فرضیت" کا حکم دے کر سب مشکلات کو حل فرما دیا۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق علم کی ضرورت و اہمیت کا اندازہ نہ لگا کر بہت نقصان اٹھایا۔ چنانچہ آج دوسری قومیں ان سے آگے نکل چکی ہیں۔ اور وہ ان سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ کیا وہ حکومت کے اس "لازمی تعلیم" والے حکم سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کریں گے؟

* *

۵

علم کا رتبہ

لَيْسَ مِنِّيْ اِلَّا عَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ "

ترجمہ "جو شخص نہ عالم ہو نہ علم سیکھے وہ مجھ سے نہیں۔"

تشریح اس حدیث سے نہ صرف علم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے' بلکہ اس کی ضرورت و اہمیت بھی نمایاں ہو رہی ہے' کیونکہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص مسلمان ہو کہ نہ کچھ سیکھتا ہے نہ کسی کو سکھاتا ہے' نہ پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ نہیں

(۱) دیلمی فی مسند فردوس ۳ ۲۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا اور نہ ہی میں اسے اپنا سمجھ کر مسلمانوں میں شمار کروں گا' بلکہ مجھے اس سے نفرت ہو گی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جتنا کسی عالم اور متعلم کو محبوب رکھتے تھے' اتنا کسی عابد اور زاہد سے پیار نہیں کرتے تھے۔ زہد و تقویٰ اگرچہ اچھی چیز ہے مگر دربار نبوی میں جو علم کی قدر و منزلت ہے' وہ زہد و ورع کی نہیں ہے۔

ایک حدیث میں یوں آیا ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو جماعتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک درس و تدریس کا کام کر رہی تھی اور دوسری جماعت ذکر و اذکار میں مصروف تھی' کہ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لے آئے۔ ایک جماعت یہ چاہتی تھی کہ حضور ﷺ ہم میں شامل ہو کر ہماری عزت افزائی کریں اور دوسری جماعت کی یہ خواہش تھی کہ آپ ہماری رونق بڑھائیں۔ دونوں گروہ انتظار میں تھے کہ دیکھیں حضور ﷺ کہاں رونق افروز ہوتے ہیں؟ اتنے میں حضور ﷺ درس وتدریس والی جماعت میں پہنچ گئے اور فرمایا:

"میں دنیا میں اسی لئے آیا ہوں کہ علم کی نشرو اشاعت کروں اور علم پڑھنے پڑھانے والوں کو میں زیادہ چاہتا ہوں" (ابن ماجہ' المقدمۃ' باب فضل العلماء و الحث علی طلب العلم ح ۲۲۹)

اس روایت سے آپ کو یہ بھی اندازہ ہوا ہو گا کہ عالم کا درجہ زیادہ ہے یا زاہد کا؟ عبادت و اوراد و وظائف بے شک اچھی چیزیں ہیں' مگر ان کی ادائیگی سے صرف عابد یا زاہد کا اپنا درجہ بلند ہوتا ہے' تقرب الٰہی حاصل کر کے وہ اکیلا نجات پاتا ہے۔ مگر علم سے بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جس سے ایک عالم گویا ہزاروں کی نجات کا باعث بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک عابد اور زاہد پر علم اور عالم کو ترجیح دی ہے اور خود اپنے لئے بھی باوجود فراوانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کے افزونی علم ہی کی درخواست کی ہے۔ چنانچہ: رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (الٰہی! میرا علم بڑھا) (سورۃ طٰہٰ: ۱۱۴) خود بارگاہ الٰہی سے آپ ﷺ کو پڑھنے کا حکم ملا ہے۔

پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ علم کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اپنے بچوں اور بچیوں کو علم پڑھائیں اور سکول کی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ انہیں قرآن وحدیث سے بھی روشناس کریں۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی شامل ہو تو وہ سونے پر سہاگہ ثابت ہوتی ہے۔ ورنہ دنیوی تعلیم جو سکولوں میں محض ملازمت کے لئے حاصل کی جاتی ہے' ظاہر ہے صرف دنیا ہی میں کام آئے گی اور آخرت تباہ وبرباد ہو جائے گی۔ بی اے۔ بی ایس سی۔ ایم اے۔ ایم ایس سی۔ ایم بی بی ایس اور پی ایچ ڈی وغیرہ کی ڈگریاں بے شک دنیا میں تو باعث عزت بن سکتی ہیں' مگر قیامت کے دن ان کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت نہ ہو گی۔ وہاں تو صرف وہی ڈگریاں کام آئیں گی جو محمدی یونیورسٹی اور ربانی نصاب تعلیم (قرآن وحدیث) سے حاصل ہوں گی۔ پس تمہیں چاہئے کہ دونوں ڈگریاں حاصل کر کے صحیح معنوں میں اس دعائے قرآنی کے مصداق بن جاؤ جو تمہیں سکھلائی گئی ہے:

"رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔

(سورۃ البقرۃ: ۲۰۱)

حدیث مذکور سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم کی کوئی انتہا نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ" (سورۃ یوسف: ۷۶) "یعنی ہر عالم سے بڑا عالم موجود ہے۔"

علم جتنا حاصل کرتے چلے جاؤ اتنا ہی اچھا ہے۔ "پیر شوبیا موز" اسی لئے کہا گیا ہے' پس اگر تم عالم نہیں بن سکتے تو کم از کم متعلم' شاگرد اور طالبعلم تو بنے رہو یہ تو آسان ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو علمی ذوق وشوق عطاء فرمائے اور دولت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم سے مالا مال کرے۔ آمین۔

٭٭

٦

مومن کی شان

اَلْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ [1]

ترجمہ "ایک مومن دوسرے مومن کے لیے آئینہ ہے"۔

تشریح اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اپنی باہمی اصلاح کے متعلق بہترین پیرایہ میں تعلیم دی ہے کہ اس سے عمدہ طریق ممکن نہیں۔ فرمایا کہ اگر ایک مسلمان میں کوئی عیب' برائی یا خرابی ہو تو دوسرے مسلمانوں کو اسے متانت' لطافت اور شفقت و محبت سے سمجھانا چاہیے۔ کہ وہ سمجھ بھی جائے اور اس کا دل دکھنے بھی نہ پائے۔ جس طرح آپ آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھتے ہیں اور اس کے دیکھنے سے تمام داغ دھبے دور کر لیتے ہیں اور آئینہ کی اس داغ نمائی کو بجائے برا محسوس کرنے کے بہ نظر استحسان (یعنی اچھی نظر سے) دیکھتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح آپس کے اخلاقی عیوب اور برائیوں کو ایک دوسرے سے بتا پوچھ کر دور کر لیا کرو۔ تاکہ صورت کی صفائی کے علاوہ سیرت کی اصلاح بھی ہوتی رہے اور آپ سب کے سب اعمال کی رو سے دنیا میں ممتاز ہو جائیں۔

---

(1) ابوداؤد' الادب' باب فی النصیحۃ ح ۴۹۱۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "میرا حقیقی دوست وہ ہے جو مجھے میرے عیوب بتا دیا کرے اور جو میرے عیبوں اور کوتاہیوں پر پردہ ڈالے وہ میرا دوست نہیں' دشمن ہے"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے' کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو دوست آج ہمارے عیبوں اور خطاؤں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ ہم بدنام اور رسوا نہ ہوں' وہ درحقیقت ہمیں دنیا میں اپنی اصلاح اور توبہ سے محروم رہنے کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں اس قصور کے جواب دہ ہوں گے اور محشر میں رسوا کئے جائیں گے۔

پس ان کی دوستی جو اس وقت دوستی معلوم ہوتی ہے کوئی دوستی نہیں بلکہ دشمنی ہے۔

آئینہ کے ساتھ تشبیہ دے کر ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلا دی کہ کسی کو سمجھانے اور نصیحت کرنے کا طریق وہی اختیار کیا جائے جو آئینہ کا ہے۔ یعنی کسی کو اس کی برائی یا نقائص سمجھانے میں سختی' بدخلقی اور ترش روئی سے کام نہ لیا جائے اور نہ ہی اسے مجمع عام میں بدنام کیا جائے کہ اس سے اس کی دل شکنی ہو گی' جو بہت بری بات ہے

؎ اپنے دل پر وہ ذرا ہاتھ تو دھر کے دیکھے
اے رضی دل جو دکھاتا ہے پرائے کوئی

بلکہ بتایا آئینہ کی طرح لطافت و رفق' محبت اور نرمی سے اسے سمجھا دیا کرو کہ بھائی تم اپنی غلطی کی اصلاح کر لو۔ فلاں گناہ سے بچ جاؤ اور فلاں برائی چھوڑ دو۔

اگر سب مسلمان آپس میں اسی طرح ایک دوسرے کی اصلاح کر لیا کریں تو یقیناً ہم نہ صرف دنیا میں ہی کامیاب ہو جائیں گے' بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی صحیح معنوں میں مسلمان کہلائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷

بھائی چارہ

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یُسْلِمُهٗ[1]

ترجمہ: ”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر خود ظلم کرے اور نہ ہی اس کو کسی ظالم کے حوالے کرے“۔

تشریح: قرآن مجید نے تو: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (سورۃ الحجرات: ۱۰) کا حکم دے کر سب مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں اس کی مزید تصریح فرمائی کہ جس طرح ایک حقیقی بھائی کو دوسرے بھائی سے دلی ہمدردی ہوتی ہے اور وہ نہ خود اس پر ظلم و زیادتی کرتا ہے اور نہ کسی کو اس پر ظلم کرتے ہوئے دیکھ سکتا ہے، بلکہ جب دیکھتا ہے تو فوراً اس کی معاونت کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سب کلمہ گو مسلمانوں کو آپس میں برادرانہ طریق پر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ دو بھائی محض اس لئے آپس میں بھائی کہلاتے ہیں کہ وہ ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اسی نسبت کے خیال سے ایک دوسرے کے دست و بازو بن جاتے ہیں۔ پس اسی طرح دو مسلمانوں میں گو نسبی نہ سہی، مگر مذہبی مناسبت تو پائی جاتی ہے، کیونکہ وہ ایک ہی مالک کے غلام اور ایک ہی اللہ کے پرستار ہیں۔ ایک ہی رسول ﷺ کی امت اور ایک ہی شمع کے پروانے

---

[1] بخاری، المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ، ح ۲۴۴۲؛ مسلم، البر والصلۃ، باب تحریم الظلم، ح ۲۵۸۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ایک ہی قرآن اور ایک ہی قبلہ کو ماننے والے ہیں۔ دو بھائیوں میں تو صرف ایک ہی خون کا رشتہ تھا یہاں تو کئی ایک رشتے ہیں۔ جب ان میں دو صلبی بھائیوں سے کہیں بڑھ کر وجہ اشتراک موجود ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان میں دو حقیقی بھائیوں سے زیادہ محبت نہ ہو؟ اور یہ ایک دوسرے کی عزت کو اپنی عزت اور دوسرے کی ذلت کو اپنی ذلت نہ سمجھیں؟ اور باہم محبت و یگانگت اور اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر نہ کریں؟

اگر مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں تو یقیناً وہ کسی پر ظلم روا نہ رکھیں گے اور نہ ہی کسی پر ظلم ہوتا دیکھ سکیں گے۔ خرابی یہی ہے کہ آپس میں نہ بھائیوں کے سے تعلقات ہیں' نہ روابط اور نہ محبت و الفت۔ بلکہ اس کے برعکس ایک دوسرے سے عداوت اور مخالفت ہے۔ پس ضرورت ہے کہ سب سے پہلے ہم سچے مسلمان بننے کی کوشش کریں' یعنی ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں' اس کی خوشی میں ہماری خوشی اور اس کی تکلیف ہماری تکلیف ہونی چاہئے اور ہم اس کی معاونت کریں اور اس کے دکھ درد میں شریک رہیں۔ سچ ہے

؎ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

٨

بھائی کے کام آنا

مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ [1]

ترجمہ "جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں کوشاں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے"۔

تشریح پہلے تو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی قرار دیا۔ اور پھر فرمایا کہ جس طرح ایک بھائی دوسرے بھائی کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کی کوشش کرتا ہے' ٹھیک اسی طرح تمہیں بھی دوسروں کی مشکلات حل کرنے میں کوشاں رہنا چاہئے۔

سبحان اللہ! کس عجیب انداز سے حضور ﷺ ہمیں باہمی محبت و معاونت کی تلقین فرما رہے ہیں۔ اگر تم اپنی حاجت روائی کے لئے پروردگار عالم کی امداد کے خواہاں ہو تو ضرورت کے وقت اپنے دوسرے بھائیوں کے کام آؤ اور وقت پر ان کی معاونت کرو۔ انہی معنوں میں حالی مرحوم نے کہا ہے

؎
کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

---

[1] بخاری' المظالم' باب لا یظلم المسلم المسلم الخ ح ۲۴۴۲' مسلم' البر والصلة' باب تحریم الظلم ح ۲۵۸۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ اسلام باہمی محبت و اخوت اور آپس کی ہمدردی اور خیر خواہی کی تعلیم دینے میں سب ادیان سے پیش پیش ہے' اس لئے حضور ﷺ نے باہمی امداد کے متعلق ایسے جامع الفاظ اور حکیمانہ انداز سے امت کو تعلیم دی ہے کہ وہ تعلق باللہ کے ساتھ ساتھ تعلق بہ مخلوق کو بھی ملحوظ رکھے اور کسی آن اسے فراموش نہ ہونے دے۔

ذرا غور فرمایئے کہ کس طرح حضور ﷺ نے ایک غریب کی ایک امیر سے' ایک کمزور کی ایک طاقتور سے' ایک غلام کی ایک آقا سے' ایک نوکر کی ایک مالک سے' ایک محکوم کی ایک حاکم سے سفارش کردی' کہ دیکھنا تم دونوں میرے امتی ہونے کی حیثیت سے برابر ہو۔ جب تم میں سے ایک دوسرے کا محتاج ہو' اور وہ حاجت براری کے لئے تم سے درخواست کرے تو تم اس کی درخواست کو مسترد نہ کر دینا۔ بلکہ ہر ممکن طریق سے اس کی اعانت کرنا اس کا کام ہو یا نہ ہو' آپ کا کام اس کی اعانت میں پر خلوص کوشش کرنا ہے۔

چنانچہ اس حدیث میں صرف کسی کی امداد و اعانت کے لئے آمادہ ہو جانے اور اس میں پوری پوری کوشش کرنے پر ہی امداد ربانی کا وعدہ دیا گیا ہے یا یوں سمجھ لیجئے کہ دوسروں کی امداد کو خود ہماری امداد کا پیش خیمہ قرار دیا ہے۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹

لوگوں پر رحم کیجئے

"لَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا یَرْحَمُ النَّاسَ"

ترجمہ "جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا"۔

تشریح اس حدیث میں بھی حضور ﷺ نے ہمیں امداد باہمی پر توجہ دلائی ہے اور ایک دوسرے پر ظلم و تعدی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یاد رکھو! اگر تم نے باہم ایک دوسرے سے اچھا سلوک نہ کیا اور لطف و ملائمت کی جگہ سختی و درشتی سے پیش آئے تو پھر رب ذوالجلال بھی تم پر ناراض ہو گا اور اس جور و تشدد کی پاداش میں تمہیں سخت سزا دے گا۔

پس بہتر یہی ہے کہ تم اپنے خالق کی رضا جوئی حاصل کرو اور اس کے لطف و کرم کے خواہاں رہو اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ تم دوسروں پر رحم کرو اور اپنی بساط کے مطابق اپنے بھائیوں کی خدمت کرو۔ اگر خدمت نہ کر سکو تو پھر کم از کم انہیں تنگ نہ کرو' انہیں کسی قسم کی ایذا نہ پہنچاؤ اور دنیا میں امن و امان کی زندگی بسر کرو۔

---

(۱) بخاری' التوحید' باب ماجاء فی دعاء النبی صلی اللہ علیہ و سلم امته' الی توحید اللہ ح ۷۳۷۶' مسلم' الفضائل' باب رحمته صلی اللہ علیہ و سلم ح ۲۳۱۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا نام چونکہ رحمان و رحیم ہے اس لئے وہ رحم و شفقت کو بہت پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورۃ الانعام: ۱۲) "کہ اس نے اپنے اوپر رحمت و شفقت کو فرض کر لیا ہے" اور ہمیں بھی رحمت عامہ کا حکم دیتا ہے۔

پس ان ہر دو اسماء الٰہی سے آراستہ ہو کر انسان کو اپنے دل میں رحم پیدا کرنا چاہئے اور سینہ میں ایسا دل ہونا چاہئے جو کسی بے کس کی حالت پر پگھل جائے اور دل میں ایسا درد ہونا چاہئے جو ناکس و درماندہ انسانوں کی حالت کا احساس کر سکے اور دل سوزی اور شفقت کا آئینہ بن سکے۔

خود ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ سراپا شفقت و رحمت تھے۔ آپ مردوں کے لئے رحمت' عورتوں کے لئے رحمت' بڑوں کے لئے رحمت' بچوں کے لئے رحمت' امیروں کے لئے رحمت' غریبوں کے لئے رحمت' اپنوں کے لئے رحمت' پرائیوں کے لئے رحمت' انسانوں کے لئے رحمت' جنوں کے لئے رحمت' حیوان ناطق کے لئے رحمت' حیوان غیر ناطق مثلاً چرندوں' پرندوں' درندوں کے لئے رحمت' کالوں کے لئے رحمت' گوروں کے لئے رحمت' عربیوں کے لیے رحمت' عجمیوں کے لئے رحمت' شرانوں کے لئے رحمت' غریبوں کے لئے رحمت' مختصر یہ کہ آپ ﷺ سب جہانوں کے لئے سراپا رحمت تھے۔ اور رحمت ہیں۔ وہ اس طرح کہ آپ کی شفقت و رحمت سے پر تعلیم اور کلام ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ کی تعلیم میں کافروں کے لیے اسلام کی' مجرموں کے لیے توبہ کی' خطاکاروں کے لیے مغفرت کی' گمراہوں کے لیے ہدایت کی اور تائبین کے لیے جنت کی نوید ہے۔ اور یہ ہر جگہ ہر ایک کے لیے ہے۔ بے شک آپ ساری کائنات کے لیے رحمت ہیں۔ یہی وجہ ہے جو قرآن مجید نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا ہے "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" (سورۃ الانبیاء: ۱۰۷) آپ ﷺ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ رحمت کہتے ہیں شفقت' محبت اور نرمی کو۔ یہ شفقت و نرمی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ یہ رسول اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کا نمایاں وصف تھا۔ اس کے بغیر انسانیت کی تکمیل مشکل ہے۔ مگر آج ہم توحید کے فرزند' نبی کے نام لیوا جس قدر سخت مزاج' اکھڑ اور سنگ دل بنے ہوئے ہیں' اس کی مثال شاید ہی کسی معاشرہ میں ملے۔ جدھر نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں' سختی ہی سختی نظر آتی ہے' بس جس شخص سے کسی مفاد کا لالچ ہو' یا نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اس سے ہمدردانہ رویہ برتا جاتا ہے۔ اور جس سے لالچ ہو نہ خوف' اس کے ساتھ غیر مہذبانہ اور سنگدلانہ رویہ اختیار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان من حیث القوم عتاب اور مؤاخذہ کا شکار ہیں' کیونکہ وہ دوسروں پر رحم نہ کرنے کی وجہ سے رحم و شفقت کے حق دار نہ رہے۔ اور اللہ کی رحمت و مہربانی سے محروم ہو گئے۔ ہم ایسے لوگوں کے لیے بجز دعا کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مشفقانہ و ہمدردانہ سلوک روا رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۱۰

اخلاق کی فضیلت

اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا[1]

ترجمہ: "کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق بہت اچھے ہوں۔"

---

(۱) ابوداؤد' السنة' باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه ح ۴۶۸۲' ترمذی' الرضاع' باب ماجاء في حق المرأة على زوجها ح ۱۱۶۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل ایمان کے لئے اخلاق حسنہ کی بہت ضرورت ہے۔ جب تک کسی کے اخلاق اچھے نہ ہوں' وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ پس ایک مسلمان کے لئے سب سے مقدم اور ضروری یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاق سنوارے' اچھے اوصاف پیدا کرے' دوسروں کو ایذا نہ دے' ہر کسی سے نیکی کے ساتھ پیش آئے' اور خندہ پیشانی سے ملے' بزرگوں کی عزت کرے' چھوٹوں سے محبت رکھے' جب بولے نرمی سے بولے' سخت کلامی نہ کرے' ہر طرح سے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرے اور ہر بات میں ان کے نقش قدم پر چلے۔ کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا (بخاری' الادب' باب الکنیة للصبی و قبل ان یولد للرجل ح ۶۲۰۳' مسلم' الاداب' باب جواز تکنیة من لم یولد له الخ ح ۲۱۵۰)

"حضور ﷺ اخلاق میں سب لوگوں سے بہتر تھے"

اور آپ ﷺ ہی کی شان میں ارشاد الٰہی ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورۃ القلم ۴)

"بے شک (اے محمد ﷺ) آپ اخلاق کی معراج اوج پر ہیں"۔

سنن ابی داؤد میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"خوش خلقی ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان صائم (روزہ رکھنے والے) قائم (رات کو عبادت کرنے والے) کا درجہ حاصل کر لیتا ہے"۔ (ابو داؤد' الادب' باب فی حسن الخلق ح ۴۷۹۸)

یعنی لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آنا اللہ کے ہاں وہی درجہ رکھتا ہے جو رات کو عبادت کرنے والوں اور دن کو روزہ رکھنے والوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (ما اعظم شانہٗ)

ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قیامت کے دن جب اعمال کا وزن ہو گا تو کسی مومن کی میزان میں جو سب سے وزن دار عمل ہو گا وہ حسن خلق ہی ہو گا"۔ (ابو داؤد' حوالہ سابق ح ۴۷۹۹' ترمذی' البر و الصلۃ' باب ماجاء فی حسن الخلق ح ۲۰۰۳)

ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص اپنے اخلاق سنوار لے اور خوبو اچھی کر لے تو میں اسے بہشت کے اعلیٰ درجہ میں گھر دلانے کا ذمہ لیتا ہوں"۔ (ابو داؤد' حوالہ سابق ح ۴۸۰۰)

ایک موقعہ پر یوں ارشاد ہوا:

"دخول جنت کے ان اسباب میں جن کی بنا پر مومن جنت میں داخل ہوں گے دو بڑے سبب تقویٰ اور حسن خلق ہیں"۔ (ترمذی' البر و الصلۃ' باب ماجاء فی حسن الخلق ح ۲۰۰۴' ابن ماجہ' الزھد' باب ذکر الذنوب' ح ۴۲۴۶)

ان احادیث سے آپ اخلاق حسنہ کی فضیلت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ عمل (خوش خلقی) نہ صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں کس قدر مقبول ہے' بلکہ یہاں دنیا میں بھی ہمارے لئے کس قدر مفید ہے۔ جو شخص جس قدر زیادہ خلیق ہو وہ دنیاوی کاروبار میں بھی زیادہ فروغ حاصل کر لیتا ہے۔

چونکہ دنیا کا نظام اور ہمارے بیشتر کام باہمی امداد اور آپس کے میل ملاپ پر موقوف ہیں' اس لئے حضور ﷺ نے ہمارے باہمی تعلقات کو وسیع کرنے کے لئے اخلاق حسنہ پیدا کرنے پر زور دیا ہے' تاکہ ہر مرد' عورت' بوڑھا اور بچہ اس سے متصف ہو کر دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لے اور دنیا میں عزت کی زندگی بسر کر سکے

؎ بشر کو چاہئے پاس دل بشر رکھے
کسی کا ہو کر رہے یا کسی کو کر رکھے

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱

حسن خلق کا مرتبہ

اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا[1]

ترجمہ: "تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں"

تشریح: صحیح مسلم میں اَحْسَنَکُمْ کی بجائے اَحَاسِنَکُمْ کا لفظ آیا ہے۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔ اب اس کی تشریح ملاحظہ ہو۔ اس حدیث میں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو نفل زیادہ پڑھتا ہے یا روزے زیادہ رکھتا ہے۔ گو یہ کام بہت اچھے ہیں مگر آپ ﷺ نے "اخلاق حسنہ" کو سب اچھے کاموں پر ترجیح دی ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آدمی اخلاق ہی سے آدمی کہلاتا ہے ورنہ جس کے اخلاق اچھے نہ ہوں وہ تو حیوان سے بھی بدتر ہے

؎ آدمیت ہی تو بنیاد ہے ہر خوبی کی
ہو نہ یہ بھی تو کیا ہے پھر انساں کے پاس

ایک موقعہ پر کسی نے حضور ﷺ سے پوچھا: "کہ نیکی کیا ہے؟"
آپ ﷺ نے اسی ایک ہی جملہ میں ایسا جچا تلا جواب دیا کہ رہتی دنیا تک یاد

---

(1) بخاری' المناقب' باب صفة النبی صلی الله علیه و سلم ح ۳۵۵۹' مسلم' الفضائل' باب کثرة حیائه صلی الله علیه و سلم ح ۲۳۲۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا۔ فرمایا:

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ (مسلم' البر والصلة' باب تفسیر البر والاثم ح ۲۵۵۳)

"نیکی اچھے خلق کا نام ہے"

یعنی لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنا' حسن سلوک سے پیش آنا' اپنوں اور بیگانوں میں تمیز نہ کرنا' سب کے حقوق ادا کرنا' حفظ مراتب کو ملحوظ رکھنا' بڑوں کے آداب بجالانا اور چھوٹوں سے شفقت کرنا وغیرہ جملہ اخلاقی امور کو پیش نظر رکھنا اصل نیکی ہے۔

الغرض اخلاق حسنہ کے متعلق حضور اکرم ﷺ (فداہ ابی وامی) نے اپنی امت کو بہت تلقین و ہدایت فرمائی ہے اور نہ صرف امت کو بہت تلقین و ہدایت فرمائی ہے' بلکہ خود اس کا عملی نمونہ بھی پیش کیا ہے جس کا آج دشمن بھی اعتراف کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ کے اپنے اخلاق جمیلہ یہ تھے کہ ساری عمر کسی سے تیوری چڑھا کر نہیں بولے' جب بولتے مسکرا کر بولتے' کسی قصور پر بھی نہ ڈانٹتے بلکہ نرمی سے سمجھا دیتے' اگر کوئی شخص کام بگاڑ دیتا یا نقصان پہنچاتا تو اس سے بدلہ نہ لیتے' بلکہ معاف فرما دیتے۔ ساری عمر نہ کسی سے لڑے نہ جھگڑے' نہ کسی کو گالیاں دیں' نہ سخت کلامی سے پیش آئے' نہ بچوں کو مارا' نہ بیویوں کو جھڑکا' نہ ہمسائیوں کو اذیت دی' نہ دشمنوں کو تنگ کیا' نہ کسی کا حق مارا اور نہ ہی کسی کا دل دکھایا۔ بلکہ دکھی دلوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے' اور ان کی ہر ممکن امداد سے دریغ نہ فرماتے تھے۔ مسافروں اور اپاہجوں کی خبر گیری کرتے' غریبوں اور یتیموں کو کھانا بہم پہنچاتے تھے۔ خود بھوکے رہتے تھے مگر دوسروں کا پیٹ ضرور بھرتے۔ الغرض نیکی اور بھلائی کا کوئی کام ایسا نہ تھا جس میں آنحضرت ﷺ آگے آگے' بلکہ سب سے آگے نہ تھے۔

چونکہ ہر نیکی' خلق میں داخل ہے' اس لئے حضور ﷺ نے بجائے ہر نیکی کی تفصیل و تشریح کرنے کے یہ فرما دیا کہ "نیکی حسن خلق ہے" تاکہ امت تمام نیکیوں کو اپنے اندر جمع کر لے اور اخلاقی حیثیت میں دنیا کی راہنمائی کر سکے۔

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے سے اخلاق پیدا کر لئے تھے اور پھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق ہی کی بدولت پروان بھی چڑھے' پھلے اور پھولے۔ اللہ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اخلاق پیدا کر کے دین و دنیا میں سرخرو ہو جائیں۔

آہ! جب ہم اپنے اخلاق حسنہ کا موازنہ کر کے دیکھتے ہیں تو شرم سے آنکھیں جھک جاتی ہیں

ے

ایک ہیں وہ جنہیں تصویر بنانا آتی ہے
ایک ہیں ہم کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

* *

۱۲

فسق اور کفر

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ قِتَالُهٗ كُفْرٌ"[1]

ترجمہ: "مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔"

تشریح: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف بدزبانی اور دشنام دہی کی مذمت کی ہے' بلکہ مسلمانوں کو باہمی درشت کلامی سے سختی سے منع فرمایا ہے

---

(1) بخاری' الایمان' باب خوف المومن من ان یحبط عملہ ح ۴۸' مسلم' الایمان' باب بیان قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم سباب المسلم فسوق ح ۶۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور گالی دینے کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے جس سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔ چونکہ مسلمان کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ وہ کسی سے لڑے اور جھگڑے۔ اس لئے حضور ﷺ نے اسے حکماً گالی دینے سے روک دیا ہے کہ وہ کسی کو گالی نہ دے کیونکہ یہ تہذیب و شائستگی کے خلاف ہے۔

ایک بار نبی اکرم ﷺ نے دشنام طرازی اور گالی کی فضیحت و مذمت بیان کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

"کیا اس شخص سے بڑھ کر بھی کوئی برا ہو سکتا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالیاں دے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ کوئی اپنے ماں باپ کو گالیاں کیسے دے سکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب دو شخص آپس میں لڑتے ہیں تو ایک' دوسرے کو گالی دیتا ہے۔ وہ اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔ تو ایسی صورت میں گویا پہلے نے خود اپنے ماں باپ کو آپ گالی دی' کیونکہ وہ خود گالی کا محرک ہوا اگر وہ دوسرے کو گالیاں نہ دیتا تو وہ بھی جواباً اس کے ماں باپ کو برا بھلا نہ کہتا' بس اب تم ہی سوچو کہ پہلے گالی دینے والا خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے کا ذمہ دار ہے یا نہیں"؟ (بخاری' الادب' باب لایسب الرجل والدیہ ح ۵۹۷۳' مسلم' الایمان' باب بیان الکبائر واکبرھا ح ۹۰)

صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ بے شک کسی کو گالی دینا گویا خود اپنے ماں باپ کو آپ گالی دینے کے مترادف ہے۔

اب غور فرمایئے کہ حضور ﷺ نے کس بہترین طریق سے اپنی امت کو سمجھایا اور دنیا سے جنگ و جدل اور فتنہ وفساد کی جڑ کاٹ دی۔ کیونکہ جب کوئی کسی کو گالی نہ دے گا' برا بھلا نہ کہے گا تو پھر لڑائی کیونکر ہوگی؟

کاش! مسلمان حضور اکرم ﷺ کی اس نصیحت پر عمل پیرا ہو کر دوسروں کو گالیاں دینا چھوڑ دیں اور ان کے بزرگوں کو بھی اپنا بزرگ تصور کریں اور اس راز کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ لیں کہ اگر ہم دوسروں کو برا کہیں گے تو یقیناً وہ بھی ہمیں برا ہی کہیں گے

؎ بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
یہ ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

چونکہ برا بولنا اور گالیاں دینا اخلاقاً بھی معیوب ہے اس لئے حضور ﷺ نے اسے مذہبی طور پر بھی فسق قرار دیا ہے اور جب کسی کو گالی دینا اتنا برا ہے کہ انسان اس سے فاسق ہو جاتا ہے۔ تو یقیناً قتل کرنا بدرجہ اولیٰ کفر ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا۔ (سورۃ النساء: ۹۳)

"یعنی جو شخص کسی مومن کو عمداً (جان بوجھ کر) قتل کرے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا"۔

افسوس! آج کل مسلمان، مسلمان کو قتل کر رہا ہے، کسی سے ذرا دشمنی ہوئی تو اس کا قصہ تمام کرنے کے منصوبے شروع کر دیئے۔ ملکی جرائد و اخبارات کا مطالعہ کیجئے، آپ کو بیسیوں نہیں سینکڑوں، ہزاروں آدمی نظر آئیں گے جو ادنیٰ اور معمولی باتوں پر دوسروں کو قتل کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو قرآن و حدیث کی بیان کردہ وعید سے کانپ جانا چاہیے، کہ اس جرم کی سزا جہنم ہے اور اس سے آدمی دائرہ کفر میں چلا جاتا ہے۔ اور ہمیشہ نار جہنم میں جلتا بھنتا رہے گا۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳

بھائی پر ہتھیار اٹھانا

مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا[1]

ترجمہ: "جو کوئی ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے"

تشریح: غور فرمایئے اس حدیث میں حضور ﷺ نے کس خوبی سے ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھا کہ جو شخص کسی مسلمان کو بلاوجہ اور ناحق ایذا پہنچاتا ہے' مارتا ہے' اس پر جور و جفا کرتا ہے' وہ ہم میں سے نہیں۔ یعنی کامل مسلمان نہیں۔ اس کا اسلام ناقص اور نامکمل ہے' کیونکہ اسلام کے معنی تو امن و سلامتی کے ہیں اور مسلمان وہی ہے جو امن و سلامتی کا خواہاں ہو۔ مگر یہ بجائے امن و امان چاہنے کے دنیا میں فساد کرتا ہے' ظلم ڈھاتا ہے اور ناحق کسی کو مارتا' پیٹتا ہے' تاکہ اس کا اقتدار اور رعب قائم ہو جائے' دنیا اس کے آگے سرنگوں رہے اور یہ سب پر حکومت کرے

؎ حشر میں کھینچتا ہے بیداد کا نقشہ کیسا
دیکھنا تم بھی کہ ہوتا ہے تماشا کیسا

---

[1] بخاری' الفتن' باب قول النبیؐ "من حمل علینا السلاح" الخ ح ۷۰۷۱' مسلم' الایمان' باب قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم "من حمل علینا السلاح" الخ ح ۹۸' ۱۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم باب مذکور حدیث نمبر۹۹ میں فرمایا: مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ سَلَّ کے معنی ہیں سونتا۔ مطلب وہی ہے جو بیان ہو چکا۔

گذشتہ حدیث نمبر۱۲ میں:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ

کہہ کر مسلمانوں کے قتل کو کفر قرار دیا تھا مگر یہاں قتل کو نہیں' بلکہ صرف ارادہ ایذاء کو جس سے قتل کا احتمال بھی ہو سکتا ہے' مذموم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی کسی مسلمان پر تلوار' پستول' بندوق' چاقو اور لاٹھی غرضیکہ ہر وہ چیز جو "سلاح" (یعنی مہلک ہتھیار) کے حکم میں ہے نہ اٹھائے' کہ اس سے نہ صرف اس کو ایذا اور تکلیف ہو گی بلکہ اس کی توہین و تذلیل بھی ہو گی اور انجام کار موت واقع ہونے کا بھی امکان ہے۔

پس ایک مسلمان کے لئے یہ کسی طرح بھی جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی بھائی پر وار کرے یا حملہ آور ہو۔ قتل نفس اور خون بہانے کا معاملہ تو ایک طرف رہا' بلکہ صرف ہتھیار اٹھانے ہی سے ایک بھائی کی توہین و تذلیل کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ اپنے اس فعل سے باہمی محبت و پیار بڑھانے کی بجائے کینہ' عناد اور منافرت پھیلانے کا مرتکب ہوا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے وہ تمام باتیں جو موجب فساد ہوں' بھائی کو بھائی سے الگ کر دیں اور تمام علائق و تعلقات کو توڑ دیں' ممنوع قرار دے دیں اور جن کا اثر بہت گہرا تھا وہ حرام کر دیں' چنانچہ ایک مقام پر فرمایا کہ:

"مومن کی عزت' اس کا مال اور اس کی جان سب حرام ہیں"۔ (مسلم: البر والصلة' باب تحريم ظلم المسلم الخ ح ۲۵۶۴)

یعنی کسی کے لئے یہ روا نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی یا توہین کرے' اس کا مال لوٹے اور اس کی جان پر حملہ کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک حرام فعل کا مرتکب ہو گا اور اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

مگر آہ! اس ہادی مطلق اور رہبر کامل ﷺ نے جس خوبی اور جس ترکیب سے ہمیں ان جدا جدا کر دینے والے امور سے منع فرمایا تھا ہم اسی قدر ان کے زیادہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور پھر روتے ہیں کہ مسلمانوں میں اتفاق کیوں نہیں ہوتا' اتحاد کدھر گیا' تنظیم کہاں گئی' شیرازہ کیوں بکھر رہا ہے!

پس اگر تم ان سب چیزوں کو چاہتے ہو تو حضور ﷺ کے ان ارشادات پر عمل کرو جو آپ ﷺ نے اشاروں و کنایوں میں سمجھا دیئے ہیں۔ مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے

؎ جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز اک کملی والے ؐ نے بتلا دیا چند اشاروں میں

۱۴

پردہ پوشی کی فضیلت

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۱)

ترجمہ: "جو کوئی اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ

---

(۱) بخاری' المظالم' باب لا یظلم المسلم المسلم الخ ح ۲۴۴۲' مسلم' البر والصلة' باب تحریم الظلم ح ۲۵۸۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا"

تشریح اس حدیث میں ہمیں ایک دوسرے کی پردہ پوشی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اگر کسی بھائی سے کوئی خطاء سرزد ہو جائے تو اسے معاف کر دیا کرو اور اسے بدنام نہ کیا کرو۔ یعنی کسی مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرنا اور نیک نیتی اور خیر خواہی سے اس کا عیب چھپانا گویا اپنا عیب چھپانا ہے۔ جس طرح ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی اس کے عیوب و نقائص سے آگاہ نہ ہو کیونکہ یہ بدنامی کا موجب ہیں۔ بعینہٖ دوسروں کے متعلق بھی یہی رویہ ہونا چاہئے' کیونکہ یہ فعل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور وہ بھی چاہتا ہے کہ کسی کی پردہ دری نہ ہو۔ اسی لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم دوسروں کے عیوب پر پردہ ڈالو گے اور انہیں بدنام و رسوا کرنے کی خاطر مشہور نہ کرتے پھرو گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جہاں تمام خلقت جمع ہو گی' تمہارے عیوب پر پردہ ڈال دے گا۔

ہاں' یہ سمجھ لینا چاہئے کہ پردہ پوشی میں کوئی ذاتی غرض نہ ہو' اور اس میں کوئی تفریق نہ ہو۔ یعنی یہ کہ رشتہ داروں یا عزیزوں کی تو پردہ پوشی کی جائے اور اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے عیوب بھری مجلس میں بیان کئے جائیں' تاکہ وہ بدنام ہوں اور دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے تمام مسلمانوں کے متعلق یکساں حکم دیا ہے خواہ وہ واقف ہوں یا ناواقف' اپنے ہوں یا بیگانے' دوست ہوں یا دشمن' سبھی کے متعلق حکم یہی ہے کہ انہیں رسوا نہ کرو' بلکہ تنہائی میں انہیں سمجھا دو' کہ بھائی تم سے یہ خطا ہوئی یا تم میں فلاں عیب پایا جاتا ہے اس کی اصلاح کر لو' اگر گناہ ہو تو توبہ کر لو اور آئندہ اس سے باز آجاؤ' تاکہ کسی کو خبر نہ ہو اور تم دنیا میں رسوائی سے بچ جاؤ۔

اگر آج تم دوسروں کی پردہ پوشی کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کرے گا' نہ صرف آخرت بلکہ تم دنیا میں بھی محفوظ و مامون ہو جاؤ گے اور سب مل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر عزت کی زندگی بسر کرنے لگو گے اور یہی اسلام کی منشا ہے۔

ہاں' اتنا ضرور ہے کہ اگر آدمی اس جرم کا بدستور ارتکاب کرے۔ یا وہ ایسا گناہ ہو کہ جس سے شر بڑھنے اور برائی پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اور وہ تقصیر کچھ افراد کو اپنی لپیٹ میں لیتی نظر آئے تو "مومن کا آئینہ" بن کر براہ راست مرتکب گناہ شخص کو سمجھانے کی کوشش کرو۔ اس میں حکیمانہ اور ناصحانہ انداز اختیار کرو۔ تاکہ مجرم اپنے گناہ سے باز آ جائے۔ لیکن اس کے برعکس اگر کھلا پروپیگنڈہ کرو گے اور اس شخص کو بدنام کرو گے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں کیا جاتا ہے تو اس طرح کرنے سے عین ممکن ہے کہ مجرم آدمی بجائے باز آنے کے جرم پر پکا ہو جائے' بلکہ اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے آپ کو بدنام کرے اور معاملہ سلجھنے کی بجائے اور الجھ جائے۔ یہ بہت محتاط اور نازک مرحلہ ہے۔ یہاں مکمل طور پر شرعی احکام سے رہنمائی لینا ہو گی۔ بصورت دیگر برائی کے آگے بند باندھنا ممکن نہ ہو گا۔

۱۵

بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا [1]

ترجمہ: "وہ ہم سے نہیں جو ہمارے بزرگوں کا ادب نہ کرے اور ہمارے چھوٹوں پر رحم روا نہ رکھے۔"

---

(1) مسند احمد ۲ ص ۲۰۷ واللفظ له. ترمذی' البر والصلة' باب ماجاء فی رحمة الصبیان ح ۱۹۱۹، ۱۹۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح سبحان اللہ! حضور ﷺ نے کس خوبی سے ہمیں امن و امان کی زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی ہے کہ اپنے بزرگوں' بڑوں کا ادب کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو تاکہ تمہارے تعلقات باہم مربوط و استوار رہیں۔ اگر آج ہم اس حدیث پر عامل ہو جائیں تو یقین جانئے کہ دنیا میں کوئی فساد' جھگڑا' اور لڑائی نہ ہونے پائے گی۔ ہماری یہ آپس کی خانہ جنگیاں' ایک دوسرے کی تحقیر و تذلیل' باہمی چپقلش اور جور و ستم جو روزانہ دیکھنے میں آرہے ہیں' محض اسی لئے تو ہیں کہ بزرگوں اور اپنے سے بڑوں کی قدر و منزلت اور عزت و وقعت ہمارے دلوں سے اٹھ گئی ہے۔ ان کا ادب و احترام جاتا رہا ہے اور ہم بجائے شرم و حیا کے ان کے دو بدو ہونے لگے ہیں بات بات پر انہیں نقد سنانے لگے ہیں' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی نگاہ محبت اور چشم التفات بھی ہم سے پھر گئی اور نظام عالم میں فرق آگیا۔

؎ بے ادب تنہا نہ خود را ساخت بد
بلکہ آتش درہمہ آفاق زد

اگر ہر مسلمان یہ عہد کر لے کہ وہ ہر اس بزرگ کا جو عمر میں یا علم میں یا مرتبہ میں اس سے بڑا ہو' ادب و احترام کرے گا' اس کے شرعی حقوق ملحوظ رکھے گا' اور کبھی بے ادبی یا گستاخی سے پیش نہ آئے گا' تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے علاوہ دنیا میں بھی عیش و راحت کی زندگی نصیب ہو گی

؎ از خدا جوییم توفیق ادب!
بے ادب محروم ماند از فضل رب

رسول اللہ ﷺ کی اپنی عادت مبارکہ یہ تھی کہ عہدہ نبوت و حکومت پر فائز ہونے کے باوجود اپنے بزرگوں کا ادب و احترام فرمایا کرتے' اگر کسی مجلس میں بیٹھے ہوتے' تو بزرگوں کو اپنے سے اچھی جگہ بیٹھنے کو دیتے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی رضاعی ماں جو مسلمان بھی نہ تھیں' آپ ﷺ سے ملنے کے لئے آئیں تو آپ ﷺ اٹھے اور اپنی چادر اوپر سے اتار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر ان کے لئے بچھادی۔ (ابو داود' الادب' باب فی بر الوالدین ح ۵۱۴۴' ۵۱۴۵)

ایک دوسرے موقعہ پر یہود کے ایک امام آپ ﷺ کے پاس آئے جو مذہبی اور نظریاتی طور پر نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ کے مخالف تھے' بلکہ آپ ﷺ کے دشمن بھی تھے۔ مگر آپ ﷺ ان کی اس عداوت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اٹھے اور نہایت ادب و احترام سے انہیں اپنی مسند پر جگہ دی اور خود دوسری طرف بیٹھ گئے۔ (اس مفہوم کی روایت مجمع الزوائد ۸/۱۵۔۱۶ اور کنز العمال ح ۳۶۹۲۹ میں موجود ہے۔)

اللہ اللہ کیا شان تعلیم ہے؟ کہ دوسروں کو صرف حکم ہی نہیں دے دیا کہ بزرگوں کا (خواہ وہ اپنے ہوں یا بیگانے) ادب واحترام کرو' بلکہ خود اس کا نمونہ بھی پیش کیا اور صرف ایک آدھ بار نہیں' بلکہ عمر میں جب کبھی ایسا موقع آتا' ایسا ہی منظر پیش کیا جاتا۔

مسلمانو! حضور ﷺ کے اس ارشاد کو اپنے دلوں میں جگہ دو اور دیکھو کہ اس سے کیا کیا فوائد مرتب ہوتے ہیں؟۔ "بڑوں کے ادب" کے ساتھ ہی "چھوٹوں پر رحم" کی تلقین بھی کر دی کہ اگر آج تم ان سے محبت و شفقت سے پیش آؤ گے تو جب وہ بڑے ہوں گے ان پر تمہارے ان اخلاق کا کیا اثر پڑے گا؟ اور وہ کس طرح زیور اخلاق سے مزین ہو کر چھوٹوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے؟ اور بڑوں کا ادب بجا لائیں گے۔

اگر سچ پوچھا جائے' تو اسلام نام ہی اسی کا ہے کہ آدمی چھوٹوں اور بڑوں کے آداب ملحوظ رکھے اور ان کے حقوق بجا لائے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے "لَيْسَ مِنَّا" کہہ کر اشارہ کر دیا کہ جو ان باتوں کی پرواہ نہ کرے گا وہ نہ صرف اسلام ہی کے دائرہ سے باہر ہو گا' بلکہ آدمیت سے بھی خارج سمجھا جائے گا

؎

آدمی را آدمیت لازم است
عود اگر بو نباشد ہیزم است

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۱۶﴾

تفرقہ بازی کی مذمت

مَنْ فَرَّقَ فَلَيْسَ مِنَّا[1]

ترجمہ: ”جو شخص (مسلمانوں میں) تفرقہ اور جدائی ڈالے وہ ہم میں سے نہیں“

تشریح: دیکھا حضور ﷺ کس نرالے رنگ میں اپنی امت کو اتفاق واتحاد اور محبت ویگانگت کے سبق دے رہے ہیں اور ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ آپس میں ایک ہو کر رہنا' تفرقہ نہ ڈالنا کہ اس سے قومیت مٹ جاتی ہے۔

یہاں حضور ﷺ نے تفرقہ اندازی کو نہ صرف ایک جرم ہی قرار دیا ہے' بلکہ اس جرم کے مرتکب کو اسلام سے بھی خارج کر دیا ہے۔ کیونکہ یہی وہ جرم ہے جس سے شیرازۂ ملت بکھر جاتا ہے اور نظم قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔ پس جو شخص اپنی ہی قوم اور ملت کا دشمن ہو اور اسے تباہ وبرباد کرنے کے درپے ہو پھر وہ کس طرح اس کا رکن رہ سکتا ہے؟ اور اس کا ممبر کہلا سکتا ہے؟

اس حدیث کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ آج کتنے مسلمان ہیں جو تفرقہ اندازی کو ایک معمولی مشغلہ سمجھتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں اور ان میں تفرقہ اور پھوٹ ڈال کر اپنا الو سیدھا کرتے پھرتے ہیں۔

---

(1) طبرانی فی الکبیر ۲۲۸/۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی رنگ میں مسلمان کو لڑا کر' ایک دوسرے سے ورغلا کر انہیں جدا جدا اور فرقہ فرقہ کر دیا جائے' یا دنیاوی اغراض و مقاصد اور نفسانیت کے خیال سے دھڑے بندی کی جائے۔ بہرحال دونوں گناہ اور برابر کے جرم ہیں اور گناہ ہونے کی حیثیت سے یکساں مذموم ہیں۔ پس ایک سچے مسلمان کو خواہ وہ عالم ہو یا جاہل' پیر ہو یا مرید' امام ہو یا مقتدی' تفرقہ بازی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اور اس کے برعکس مسلمانوں کو پھوڑنے کی بجائے باہم ملانے اور آپس میں صلح کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ صلح کرانے کا اجر بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ بقول علامہ ظہیر

دو کس را نیست باہم سینہ صاف
ولے ہرگز شد از کینہ صاف

اسلام میں دلوں کو بغض و حسد' عناد اور کینہ سے صاف رکھنا ایک ایسا عظیم عمل ہے کہ اس کی برابری کسی اور عمل میں نہیں ہے۔

مسلمانوں کو باہم ملانے اور ان کے تفرقہ وجدائی کو مٹانے کے متعلق ایک روایت میں یہاں تک آیا ہے:

"اگر صلح اور ملاپ کے لئے جھوٹ بولنے کی ضرورت بھی پیش آجائے تو بیشک جھوٹ کہہ کر بھی دو مسلمانوں میں صلح کرانے سے پہلو تہی نہ کرو"۔

(بخاری' الصلح' باب لیس الکاذب الذی یصلح بین الناس ح ۲۶۹۲' مسلم البر والصلۃ' باب تحریم الکذب و بیان ما یباح منہ ح ۲۶۰۵)

اب غور کرو کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق جھوٹ جو ایک مستقل گناہ ہے اور صلح اور ملاپ کے اجر کے مقابلہ میں کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتا اور صلح کا اتنا ثواب مل جاتا ہے کہ وہ جھوٹ کے گناہ پر حاوی ہو جاتا ہے اور باری تعالیٰ وہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ پس اب اس سے اندازہ لگائیے کہ جب صلح اور ملاپ کا اتنا اجر اور اتنا بڑا درجہ ہے تو اس کے خلاف اس کی ضد یعنی تفرقہ اور جدائی کا گناہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یقیناً اتنا ہی بڑا ہو گا جس سے ہمیں ڈرایا گیا ہے۔

الٰہی! تو سب مسلمان مردوں' عورتوں اور بچوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ آپس کی تفرقہ اندازی' جتھہ بندی اور دھڑے بازی کو چھوڑ کر ایک ہو جائیں اور تیرے پیارے رسول ﷺ کی ان پیاری پیاری باتوں کو سمجھ کر سچے مسلمان بن جائیں اور دنیا میں عزت و چین سے زندگی بسر کریں۔

* *

﴿۱۷﴾

دھوکہ دہی کی مذمت

مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا[1]

ترجمہ "جو شخص ہم (مسلمانوں) کو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں ہے"۔

تشریح اس حدیث میں حضور ﷺ نے دنیاوی نظام کو استوار اور آپس کے تعلقات کو خوشگوار رکھنے کے متعلق وہ اصول بیان فرمایا ہے جو دنیا کا اور کوئی مقنن (قانون بنانے والا) پیش نہیں کر سکا۔

حضور ﷺ کی یہ دلی خواہش تھی کہ مسلمان کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ایک ہی رہیں اور ان کی محبت و یگانگت اور ان کا اتفاق و اتحاد دنیا

---

[1] (مسلم' الایمان' باب قول النبی صلی اللہ علیہ و سلم من غشنا فلیس منا ح ۱۰۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے ایک نمونہ بن کر رہے۔ اس لئے ان کو تعلیم ہی ایسی دی جو آپس میں باہم ملانے والی اور منافرت و مغایرت کو دور کرنے والی تھی۔ چنانچہ اس حدیث میں بھی منافرت پھیلانے اور مغایرت بڑھانے والے اس پہلو کو آشکارا کیا گیا ہے' جس پر عموماً دنیا کا انحصار ہے۔ اور وہ دھوکہ اور خیانت ہے۔

دھوکہ اگرچہ ہر کام میں' ہر بات میں اور ہر رنگ میں دیا جا سکتا ہے' مگر لین دین کا دھوکہ سب سے اہم اور سب سے زیادہ سنگین ہے۔ چونکہ دنیاوی کاروبار عموماً لین دین ہی پر موقوف ہیں اس لئے حضور ﷺ نے تجارتی معاملات اور لین دین کے کام میں فریب کاری اور دغابازی کرنے والوں کو نہایت سختی سے تنبیہ فرمائی ہے' کہ خبردار! یہ وہ جرم ہے جس کی پاداش میں تم دائرہ اسلام سے خارج سمجھے جاؤ گے۔

"حضور ﷺ کے عہد مبارک کا واقعہ ہے کہ آنجناب ﷺ ایک دفعہ بازار کی طرف جا نکلے۔ ایک دوکان پر آپ ﷺ نے گیہوں کا انبار دیکھا جو اوپر سے خشک اور نیچے سے کچھ مرطوب تھا یعنی اس کی ظاہری حالت اچھی دکھائی دے رہی تھی جبکہ باطن میں فریب کاری تھی۔ حضور ﷺ دوکاندار کی اس حرکت کو بھانپ گئے کہ وہ اس سے خریداروں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس پر آپ ﷺ نے اسے ڈانٹا اور فرمایا: مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي "جو شخص ہم (مسلمانوں) کو دھوکہ دیتا ہے وہ ہم سے نہیں ہے"۔

مسلم' حوالہ سابق ح ۱۰۲

یہ تو حضور ﷺ کے زمانے کا واقعہ ہے مگر اب دیکھو کہ کتنے دوکاندار ہیں جو ایمان داری اور دیانتداری سے کام کر رہے ہیں اور اپنے مال کی خوبی و خرابی صاف طور پر خریداروں سے بیان کر دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دور حاضر میں کوئی تاجر بھی ایسا نہیں جو اپنے گاہکوں کے سامنے اپنے مال کے ٹھیک ٹھیک عیوب ونقائص بیان کرتا ہو' اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ ۔ ورنہ عام طور پر تو ایسے تاجر ہی نظر آتے ہیں جو اپنی چیز کے عیوب چھپاتے اور اس کی خوبیاں ظاہر کرتے ہیں' تاکہ وہ اچھے نرخ پر نکل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور انہیں فائدہ ہو جائے۔ موجودہ دور میں اکثر دوکاندار اپنے مال کے عیوب کو چھپا کر یا عمدہ مال میں ناقص ملا کر بیچنے اور خریدار کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کو اپنی ہوشیاری اور کمال فن سے تعبیر کرتے ہیں اور اسے ایک خوبی سمجھتے ہیں۔ مگر یاد رکھیں کہ اسلام ایسی تجارت کو ناجائز قرار دیتا ہے' کیونکہ اس سے نہ صرف آدمی کا ایمان تباہ ہو جاتا ہے' بلکہ اس کے کاروبار پر بھی اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ جب خریدار کو اس کی فریب کاری اور دھوکہ دہی کا پتہ چلے گا تو آئندہ اس سے کوئی چیز نہ خریدے گا اور گردوپیش میں پروپیگنڈہ کر کے اوروں کو بھی اس سے متنفر کر دے گا۔ تا آنکہ معاشرہ اس کو برا سمجھے گا' بلکہ حتیٰ الامکان وہ اس سے انتقام لینے کی کوشش کرے گا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تاریخ میں ایک واقعہ مذکور ہے جو ہمارے لئے موجب سبق اور باعث عبرت ہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت میں کپڑے کے ایک مشہور تاجر تھے' لوگ دور دور سے آپ کی دوکان پر کپڑا لینے کے لئے آتے تھے' کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت دیانتدار اور اسلامی اصول کے مطابق کام کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک دفعہ کپڑے کا ایک قیمتی تھان داغدار ہو گیا اور آپ نے ملازم سے کہہ دیا کہ جب کوئی خریدار تھان لینے آئے تو کھول کر اسے بتا دینا کہ اس میں نقص آگیا ہے اور اس نقص کی وجہ سے دام بھی کم لینا۔ چنانچہ آپ مسجد چلے گئے اور ایک خریدار آیا جو وہی تھان خرید کر لے گیا۔ ملازم اسے نقص بتانا بھول گیا اور دام بھی پورے لے لئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور حقیقت حال سے آگاہ ہوئے تو حکم دیا۔ جاؤ! جلد اس خریدار کا پتہ کرو' چنانچہ ملازم نے سراغ لگا لینے کے بعد اس کے دام واپس کر دیئے۔ یہ ہیں ہمارے اسلاف جو بھول کر بھی کسی کو دھوکہ دینا گوارا نہیں کرتے تھے۔

اللہ اللہ! ایک وہ وقت تھا کہ مسلمان تاجر دھوکہ دہی سے اس قدر بچا کرتے تھے۔ آج یہ وقت ہے کہ کوئی دوکاندار اس وقت تک کامل دوکان دار ہی نہیں سمجھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا جب تک وہ اپنی زبان کی تیزی سے خریداروں کو دھوکہ نہ دے لے' اپنا ناقص مال فروخت نہ کر لے اور گاہکوں کی گرہیں نہ کاٹ لے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

خیال رہے کہ تجارتی نقطہ نگاہ سے دھوکہ اور فریب میں فریقین کو یکساں نقصان پہنچ جاتا ہے۔ خریدار کو جسے دھوکہ دیا گیا' اس کا نقصان تو واضح اور عیاں ہے' مگر دھوکہ باز اور چالاک دوکاندار جسے بظاہر اپنا فائدہ نظر آتا ہے' دراصل مارا جاتا ہے۔ سب سے اول تو متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے' اخلاق کو تباہ کر لیتا ہے' بے رحم بن جاتا ہے۔ مروت انسانی سے بے بہرہ اور اخوت اسلامی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور جس چیز (مال ودولت) کے لئے وہ اپنا ضمیر فروخت کر بیٹھتا ہے وہ بھی اس کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ مثل مشہور ہے "حرام کا مال حرام ہی جاتا ہے" نیز اس غلط کاری کی وجہ سے وہ اپنے گاہک بھی کھو بیٹھتا ہے جس سے آئندہ تجارت پر برا اثر پڑتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں ہر اس کام سے منع فرما دیا ہے جس سے منافرت پیدا ہو' بیگانگت کا خطرہ اور قطع رحمی کا احتمال ہو۔ اب دیکھ لیجئے کہ دھوکہ دہی سے فریقین میں محبت بڑھتی ہے یا عداوت؟ یگانگت پیدا ہوتی ہے یا بیگانگت؟ تعلقات وسیع ہوتے ہیں یا کم؟ ایک دوسرے سے ہمدردی بڑھتی ہے یا نفرت؟ پس اس سے سمجھ لیجئے کہ حضور ﷺ کو اپنی امت سے کس قدر ہمدردی تھی' بات بات پر آپ ﷺ نے ہر ایک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے اور فطرت صحیحہ کے مطابق احکام نافذ فرمائے ہیں۔ جس کے ماننے اور تسلیم کرنے سے کسی فرد وبشر کو خواہ وہ ہندو ہو یا سکھ' عیسائی ہو یا یہودی انکار نہیں ہو سکتا۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸

چغل خور کی مذمت

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ[1]

ترجمہ: "چغل خور جنت میں داخل نہ ہو گا"

تشریح: چونکہ چغل خوری ایک بہت برا فعل ہے جس سے مسلمانوں میں نفاق کے علاوہ عداوت بڑھ جانے کا بھی احتمال ہے اور دو بھائیوں کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے الگ ہو جانا یقینی ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے اسے ایک جرم عظیم قرار دیا ہے اور فرمایا کہ اس کی سزا جہنم ہے۔

حضور ﷺ نے ہماری اصلاح کے لئے جہاں وہ احکام ارشاد فرمائے ہیں جن سے باہم محبت و مودت پیدا ہوتی ہے' اخوت و موانست بڑھتی ہے اور اتفاق و اتحاد قائم ہوتا ہے' وہاں ان امور سے بھی آگاہ کر دیا ہے جو اس کے برعکس واقع ہوئے ہیں' جن سے منافرت و مغایرت پیدا ہوتی ہے' نفاق و شقاق بڑھتا ہے اور عداوت و بغض پھیلتا ہے۔ چونکہ چغل خوری بھی انہیں افعال قبیحہ میں سے ہے جن سے بجائے ملنے کے دو بھائیوں کا کٹ جانا ظاہری نتیجہ ہے اس لئے حضور ﷺ نے اسے حرام قرار دیا اور فرمایا:

---

(1) البخاری' الادب' باب ما یکرہ من النمیمۃ ح ۶۰۵۶' مسلم' الایمان' باب بیان غلظ تحریم النمیمۃ ح ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی ادھر لگاتا پھرے جس سے وہ بھائیوں میں کبیدگی پیدا ہو اور شکر رنجی بڑھے"۔

(مسند احمد ۴/۲۲۷)

ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل مسلمانوں میں چغل خوری کی عادت عام ہے اور وہ اسے کوئی گناہ اور جرم نہیں سمجھتے اور اسے ایک معمولی چیز سمجھ کر ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر لگاتے پھرتے ہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو حاکموں سے ایک دوسرے کی چغلی کرتے ہیں اور درپے آزار رہتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہیں جو احکام ومسائل میں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر لگاتے ہیں اور مولوی صاحبان میں لڑائی کرا دیتے ہیں۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو رشتوں ناطوں میں ایک دوسرے کے خلاف سازش کر کے کسی کا بنا بنایا کام بگاڑ دیتے ہیں۔ عورتیں بھی اس مرض میں کافی مبتلا ہیں۔ بچے بھی اس کے عادی ہو رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سب ایک دوسرے کے مخالف اور دشمن نظر آتے ہیں اور ان میں باہمی محبت و الفت نام کی کوئی چیز بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ان کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے اور اسی تشتت کی وجہ سے وہ تباہ وبرباد ہو رہے ہیں۔

پس اس کا علاج ایک ہی ہے جو آنحضرت ﷺ نے بتایا ہے کہ سب چغل خوری چھوڑ دیں' دوسروں کو اس کی وعید سنائیں بچوں کو سمجھائیں اور بڑوں کی اصلاح فرمائیں' تاکہ سب خرابیاں دور ہو جائیں۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹

قرابت داری توڑنے کی سزا

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ[1]

ترجمہ "باہمی تعلقات و قرابت داری کو توڑنے والا جنت میں نہ جائے گا"

تشریح اس حدیث میں بھی اسی چیز کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان جوڑنے کے لئے آیا ہے توڑنے کے لئے نہیں آیا

ے

تو برائے وصل کردن آمدی

نے برائے فصل کردن آمدی

پھر جو اپنی غرض و غایت کو بھول کر صلح وصفائی اور اتفاق واتحاد کی جگہ جنگ وجدل اور نفاق وشقاق کو پسند کرے' وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے؟ اور جب اسلام کو ہی جواب دے دیا تو پھر دخول جنت کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

افسوس ہے کہ مسلمان تعلقات توڑنے کو کوئی گناہ نہیں سمجھتے اور اسے ایک معمولی دنیاوی کام سمجھتے ہوئے' جس سے چاہتے ہیں جوڑ لیتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں توڑ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام تو نسبی و رحمی

---

(۱) بخاری' الادب' باب اثم القاطع ح ۵۹۸۴' مسلم' البر والصلۃ' باب صلۃ الرحم و تحریم قطیعتھا ح ۲۵۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کے علاوہ ہمارے باہمی اسلامی تعلقات کو بھی نہایت خوشگوار بنانا چاہتا ہے اور "کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا" (بخاری' الادب' باب یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا..... ح ۶۰۶۶' مسلم' البر والصلة' باب تحریم الظن و التجسس ..... ح ۲۵۶۳) کہہ کر ہمیں رشتہ اخوت میں منسلک ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر ہم اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی مرضی سے اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے کسی سے توڑ لیتے ہیں اور کسی سے جوڑ لیتے ہیں۔

آج ہماری رشتہ داریاں محض لین دین کی رہ گئی ہیں' جہاں سے کچھ ملتا رہا اور کام نکلتا رہا' اسے ہم نے اپنا عزیز اور قریبی سمجھا۔ مگر جس غریب سے بوجہ تنگ دستی کچھ بن نہ سکا اور وہ کسی قسم کی ہماری معاونت سے قاصر رہا' یا اس نے ہمارے خلاف ذرا سا کچھ کہہ دیا' تو بس پھر تو کون اور میں کون؟ نہ قرابت کا خیال رہا' نہ صلہ رحمی کا احساس۔ اور نہ ہی احکام شریعت کا پاس۔ گویا خود غرضی ہے جو ہر جگہ کام کر رہی ہے۔ بس

ہو نہ جس کو کچھ بھی پاس رشتہ دار
وہ نہ جائے گا جناں میں زنہار

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"اللہ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی ایک بھی قاطع رحم ہو" (بخاری فی "الادب المفرد" ح ۶۳)

اب غور فرمایئے کہ حضور ﷺ قطع رحمی کے متعلق کس قدر وعید فرما رہے ہیں۔ نیز جہاں قاطع رحم کو رحمت الٰہی سے محروم قرار دیا ہے وہاں کس خوبی سے صلہ رحمی کی اہمیت بھی واضح کر دی ہے۔ کہ اپنے رحمی تعلقات (سگے رشتہ داروں سے) توڑنے والا نہ صرف خود ہی مورد عتاب الٰہی ٹھہرتا ہے' بلکہ اپنی ساری قوم کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ قوم اس لئے رحمت الٰہی سے محروم رکھی جاتی ہے کہ وہ اپنا فرض بجا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ لائی۔ اس کا فرض تھا کہ قاطع رحم کو سمجھاتی اور صلہ رحمی کی تعلیم دیتی۔ جب ایسا نہیں ہوا تو اس قوم کے تمام افراد نے اپنے اس فرض کی بجا آوری سے غفلت برتی اور کوتاہی کی تو وہ بھی زیر عتاب ہوئی۔ پس اس سے اندازہ لگا لیجئے کہ اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا شریعت اسلامیہ میں کتنا بڑا جرم ہے۔

پس مسلمانوں کو بالخصوص اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ نہ صرف اپنے ہی رشتہ داروں خصوصاً ننھیال والوں سے تعلقات منقطع نہ ہونے پائیں' بلکہ اپنی قوم' برادری' کنبہ اور خویش و اقارب میں بھی کوئی ایسا فرد بشر نظر نہ آئے' جس کے تعلقات رشتہ داروں سے بگڑے ہوئے ہوں' اگر کوئی ایسا ہو (جیسا کہ اسی (۸۰) فیصد لوگ اب بھی موجود ہیں) تو اس کو فوراً سمجھاؤ اور جس طرح ہو سکے باہم ملاؤ' کیونکہ اس ملاپ کا اجر بہت بڑا ہے ورنہ خاموشی کی صورت میں جو عتاب و سزا ہے وہ آپ نے سن ہی لیا ہے۔

صحیح بخاری کی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں کشائش دے اور اسے عمر دراز عطاء فرمائے تو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں اور قرابت والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور صلہ رحمی کا خاص خیال رکھے"۔ (بخاری' الادب' باب من بسط له فی الرزق لصلة الرحم ح ۵۹۸۵' ۵۹۸۶' مسلم' البر والصلة' باب صلة الرحم ح ۲۵۵۷)

***

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰

بدگمانی کی مذمت

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ[1]

ترجمہ "بدگمانی سے بچے رہو کہ وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔"

تشریح مسلمانوں میں باہمی اختلاف اور شقاق پیدا کرنے والے ان امراض میں سے جو حضور ﷺ نے تشخیص فرمائے' بدگمانی ایک ایسا موذی مرض ہے کہ جس سے بڑے بڑے خاندان تباہ ہو گئے۔ بھائیوں سے بھائی الگ ہو گئے' میاں بیوی کے تعلقات ٹوٹ گئے' دوستوں کی دوستی جاتی رہی اور باہم قلبی محبتوں میں فرق آ گیا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسلمانوں کی شان نہیں کہ وہ کسی پر بدگمان ہو۔ بلکہ مسلمان وہ ہے جو واقعہ کی تحقیق کرے' اس کی صحت یا عدم صحت کا پتہ چلائے اور پھر مستقل طور پر ایک رائے قائم کرے۔

بدگمانی کسی واقعہ کی صحت یا عدم صحت کا درمیانی درجہ ہے' مثلاً فرض کریں کہ ایک شخص کی نسبت تم نے یہ سنا کہ اس نے تمہارے فلاں مال کو نقصان پہنچایا یا تمہاری نسبت ایسی ویسی باتیں کیں۔ بس تم محض لوگوں سے سنی سنائی باتوں کی بنیاد پر

(1) بخاری' الادب' باب یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا..... ح ۶۰۶۶' مسلم' البر والصلۃ' باب تحریم الظن والتجسس ...... ح ۲۵۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بدگمان ہو گئے' نہ تحقیق کی' نہ اس سے پوچھا اور نہ ہی کسی سے ثبوت مانگا یعنی آپ اس کے صدق و کذب کی تحقیق کے بغیر یونہی اس سے بدگمان ہو گئے' بس یہی گناہ ہے۔ اور اسی کے متعلق ارشاد خداوندی ہے: "اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ" (سورۃ الحجرات: ۱۲)

اب غور فرمایئے کہ اگر اسی طرح ساری دنیا کرنے لگے تو یقیناً اختلافات کی خلیج اس قدر وسیع ہو جائے گی کہ نظام عالم میں فرق آجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم کبھی کسی پر بدگمانی نہ کرو' بلکہ واقعہ کی تحقیق و تفتیش کرو' واقعہ سچا ثابت ہو تو اسے صاف لفظوں میں کہو اور اگر جھوٹا ثابت ہو تو بدگمانی کرکے خود گناہ گار نہ بنو۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو آج کل تمام خرابیاں' باہمی نزاع اور جھگڑے اکثر بدگمانی کی بنا پر ہو رہے ہیں۔ ایک بھائی کے دل میں دوسرے بھائی کے متعلق ذرا سی بدگمانی اور سوء ظنی بیٹھ جاتی ہے اور بڑھتی بڑھتی باقاعدہ لڑائی تک جا پہنچتی ہے۔ چنانچہ بھائی کو بھائی سے جدا کر دیتی ہے اور کئی خاندانوں میں تفرقہ کا موجب بن جاتی ہے۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں یوں بھی آیا ہے کہ:

(کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ) (مسلم' المقدمة' باب النهی عن الحدیث بکل ما سمع ح ۵)

"یعنی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جو وہ سنے اسے (بلا تحقیق) آگے ذکر کر دے"۔

مطلب یہ کہ بلا تحقیق کسی کی بات پر اعتماد کرکے آپس میں ناحق بدگمانی پیدا نہ کر لیا کرو نیز سنی سنائی بات کو' جب تک اس کی تحقیق نہ کر لو اور اس کے صدق و کذب کا تمہیں پورا علم نہ ہو جائے' مشہور نہ کرتے پھرو۔ پس یہ دونوں باتیں یاد رکھو' نہ کسی پر ناحق بدگمانی کرو' اور نہ بلا تحقیق سنی سنائی بات آگے بیان کرو' کیونکہ اس میں فساد کا اندیشہ ہے اور امن و امان میں خلل کا خطرہ ہے۔ سورہ حجرات آیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر۶ میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ تحقیق کے بغیر کوئی مسئلہ آگے بیان نہ کرو۔

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ تعلیم ہے کہ اس پر عمل پیرا ہونے سے ہم دین و دنیا میں عزت کی زندگی بسر کر سکتے ہیں' غالباً سعدی مرحوم نے بدگمانی سے بچنے کے لئے ہی کہا تھا

ہر کرا جامہ پارسا بینی
پارسا داں و نیک مرد انگار

کاش ہم ان باتوں پر غور کریں' سوچیں' سمجھیں اور حضور ﷺ کے اس فرمان میں جو ملکی اور سیاسی مفاد مضمر ہیں ان کی گہرائی تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

**

۲۱

خاموشی کی فضیلت

مَنْ صَمَتَ نَجَا[1]

ترجمہ "جو شخص خاموش رہا وہ نجات پا گیا"۔

تشریح اس حدیث سے سکوت اور خاموشی کی فضیلت آشکارا ہو رہی ہے' چونکہ حضور ﷺ دنیا کے لئے مصلح اعظم اور راہبر کامل بن کر تشریف لائے'

---

(۱) ترمذی' صفة القیامة' باب ۵۰' ح ۲۵۰۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے آپ ﷺ نے ہماری اصلاح کا کوئی پہلو بھی فروگذاشت نہیں کیا۔ کون نہیں جانتا' کہ زبان ہی تمام مفاسد اور خرابیوں کی جڑ ہے' جو بات پیدا ہوتی ہے اسی سے پیدا ہوتی ہے' چنانچہ عرب کا مشہور مقولہ ہے کہ : "بَلاءُ الْاِنْسَانِ فِی اللِّسَانِ" "زبان انسان کے لئے مشکلات بہم پہنچاتی ہے"۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ہمیں اسی کی حفاظت کا حکم دیا ہے کہ زبان پر قابو رکھو۔ بلاضرورت نہ بولو اور جب بولو تو سوچ کر بولو۔ ذوق نے کیا خوب کہا ہے

؎ کہے ایک' جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زباں ایک دی' کان دو

سکوت اور خاموشی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی بس "چپ شاہ" ہی بن جائے اور کسی کے بلانے پر بھی نہ بولے بلکہ اس سکوت کا مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت نہ بولے اور ہر وقت بک بک نہ کرتا پھرے۔ نیز جب بولے تو ایسا نہ بولے کہ اگلے کا دل دکھ جائے۔ سخت گوئی اور ترش کلامی سے اجتناب کرے' جب کہے تو نیک بات کہے جس سے دوسرے خوش ہوں نہ کہ ناراض ہوں۔ عرب کا ایک مشہور شاعر کہتا ہے

؎ جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهُ الْتِيَامُ
وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

"تلوار کا زخم تو بھر سکتا ہے مگر زبان کا زخم کبھی مندمل نہیں ہو سکتا"

وجہ یہ ہے کہ تلوار کا زخم تو جسم پر لگتا ہے' جو علاج معالجہ سے درست ہو سکتا ہے' مگر زبان کا زخم دل پر اثر انداز ہوتا ہے جس کا اندمال نہ کسی کلام سے ہو سکتا ہے اور نہ ہی علاج معالجہ سے۔ بقول شاعر

؎ گر صد ہزار لعل و گہرے دہی چہ سود
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

الغرض دنیا میں جنگ و جدل' فتنہ و فساد اور بغض و عناد وغیرہ کی بنیاد ہی زبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اگر زبان کی اصلاح ہو جائے تو یقیناً فتنہ و فساد مٹ جائے اور دنیا میں امن قائم ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سرور عالم ﷺ نے مسلمانوں کو یہ حکیمانہ تعلیم دی ہے کہ:

"جب وہ بولیں۔ نیک کلمات ہی بولیں' ورنہ خاموش رہیں"۔ (بخاری' الادب' باب من کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ ح ۶۰۱۸' مسلم' الایمان' باب الحث علی اکرام الجار الخ ح ۱۹)

کیونکہ برے بول اور سخت گوئی سے خاموش رہنا بہتر ہے۔ کیونکہ خاموشی میں امن بھی ہے اور سلامتی بھی۔ اور امن اور سلامتی پر ہی نجات کا انحصار ہے۔ مقولہ ہے اَلسُّکُوْتُ یَزِیْدُ الْوَقَارَ "یعنی سکوت سے (انسان کا) وقار بڑھ جاتا ہے" ظاہر ہے' پس جب سکوت وخاموشی سے اس جہاں میں اتنے فائدے ہیں کہ انسان ہر مشکل اور مصیبت سے بچ جاتا ہے اور اس کا وقار بڑھ جاتا ہے' تو وہاں عاقبت میں کیوں اس سے مستفید نہ ہوگا؟ کراماً کاتبین جو ہماری ہر بات کو نامۂ اعمال میں لکھنے کے ذمہ دار ہیں' جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ ق میں ہے:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (سورۃ ق: ۱۸)

"یعنی کوئی بات اس (انسان) کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک محافظ نگہبان اس کے پاس تیار رہتا ہے"۔

چنانچہ اگر ہم نے خاموشی اختیار کی اور لغویات سے بچتے رہے تو یقیناً وہ ہمارے نامہ اعمال میں کچھ نہ لکھیں گے اور اس طرح ہم بیسیوں نہیں بلکہ ہزاروں برائیوں سے جو محض زبان کی وجہ سے سرزد ہو جاتی ہیں' محفوظ رہیں گے۔ اور دنیا میں امن وسلامتی حاصل کرنے کے علاوہ آخرت کی نجات بھی حاصل کر لیں گے۔ کیا خوب کہا ہے عارف رومی رحمہ اللہ نے

؎ گر خبرداری زحی لا یموت
بردہان خود بنہ مہر سکوت

جامع ترمذی میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور ﷺ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھ سے فرمایا: کہ "اے معاذ! زبان کو قابو میں رکھو' کیوں کہ بہت سے لوگ محض زبان ہی کی بدولت دوزخ میں جائیں گے"۔ (ترمذی' الایمان' باب ماجاء فی حرمة الصلاة ح ۲۶۱۶' ابن ماجه' الفتن' باب کف اللسان فی الفتنة' ح ۳۹۷۳)

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ "اگر کوئی شخص اپنی شرمگاہ اور زبان کی محافظت کرے گا تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں گا" (بخاری' الرقاق: باب حفظ اللسان' ح ۶۴۷۴) مطلب یہ کہ زنا' بدکاری اور بے حیائی سے بچا رہے اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ دے' نہ غیبت کرے' نہ جھوٹ بولے اور خرافات وبکواس سے مجتنب رہے اور جب کسی سے گفتگو کرے تو آداب کو ملحوظ رکھے' یقیناً وہ شخص جنتی ہو گا۔

**

۲۲

خوش کلامی

اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ[1]

ترجمہ: "اچھی بات (کہنا بھی) صدقہ ہے"

---

(۱) (بخاری' الجهاد' باب من اخذ بالرکاب و نحوه ح ۲۹۸۹' مسلم' الزکاة' باب بیان ان اسم الصدقة یقع علی کل نوع ح ۱۰۰۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح یعنی جس طرح صدقہ و خیرات پر ثواب ملتا ہے بعینہٖ اسی طرح کسی سے کشادہ دلی اور خوش خلقی سے پیش آنا اور اچھی بات کہنا بھی کارِ ثواب ہے اور صدقہ ہی میں داخل ہے۔

اس فرمان میں حضور ﷺ نے توجہ دلا دی کہ کسی سے بری بات نہ کہو اور جب کہو تو نیک ہی کہو۔ ترش روئی اور سخت گوئی سے پیش نہ آؤ کہ اس سے اس کا دل دکھے گا اور تمہیں گناہ ہو گا۔ پس جب بولو تو ہنس کر بولو اور اچھے کلمات استعمال کرو کہ مخاطب کا جی خوش ہو جائے' کیونکہ دوسرے کو خوش کرنا بھی تمہارے لئے موجب خیر و ثواب ہے

؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است
صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

صدقہ و خیرات سے چونکہ غرباء و مساکین کی حاجت پوری ہوتی ہے اور وہ خوش ہو جاتے ہیں اور ان کی خوشی کی بدولت ہمیں ثواب ملتا ہے۔ اس لئے عوام سے حسن سلوک سے پیش آنا اور اچھی باتیں کہنا بھی درجہ کے اعتبار سے صدقہ کے برابر ہے کہ اس سے دوسروں کی خیر خواہی مقصود ہے۔

یہ کہنا کہ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملو..... بظاہر ایک معمولی بات ہے' مگر اس پر عمل اتنا آسان نہیں ہے اور اس میں بسا اوقات طبیعت پر کچھ جبر بھی کرنا پڑتا ہے۔ غالباً حضور ﷺ نے اسی لئے اسے صدقہ سے تعبیر کیا ہے کہ یہ دونوں انسانی طبائع پر گرانی میں یکساں ہیں' تو اجر و ثواب میں بھی یکساں ہونے چاہئیں۔ گویا حکم سب کے لئے ایک سا ہے' مگر ان لوگوں کو خصوصیت سے اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے جو صدقہ کی طاقت نہ رکھتے ہوں' تاکہ وہ یہ ثواب ہی حاصل کر سکیں۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳

سعادت مند کون؟

اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ[1]

ترجمہ: "سعادت مند وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت پکڑے"۔

تشریح: ان الفاظ میں حضور ﷺ نے ہمیں یہ سمجھا دیا ہے کہ قبل ازیں کہ کوئی تمہاری غلطی نکالے اور نقائص بیان کرے تم خود ہی دوسروں کو دیکھ کر اپنی اصلاح کر لیا کرو۔ کیونکہ سعید اور نیک بخت وہی ہوتے ہیں جو دوسروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور بیشتر ازیں کہ کوئی انہیں سمجھائے وہ اشارہ ہی سے سمجھ جاتے ہیں کہ یوں کرنا چاہئے۔

ایک بچہ کھیلتا رہتا ہے اور سبق یاد نہیں کرتا' استاد اسے سزا دیتا ہے' مگر دوسرا اس کو سزا پاتے دیکھ کر نصیحت حاصل کر لیتا ہے کہ میرے ساتھ بھی کھیلتے رہنے اور سبق یاد نہ کرنے پر ایک دن یہی سلوک ہو گا' پس وہ اسی سے عبرت حاصل کر کے سبق یاد کرتا رہتا ہے تو وہ سعید (سعادت مند) اور نیک بخت ہے۔

ایک لڑکی گھر کے کام کاج میں کاہلی اور سستی کرتی ہے اس کا باپ یا خاوند اس کو ڈانٹتا ہے اور روزانہ مار پیٹ ہوتی ہے' مگر دوسری بی بی اس کو دیکھ کر سمجھ جاتی ہے کہ کاہلی کا انجام یہی ہے چنانچہ وہ چستی سے نہایت اچھے کام کرتی ہے پس وہ

---

(1) ابن ماجه' المقدمة' باب اجتناب البدع والجدل ح ۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت مند ہے۔

ایک آدمی جھوٹ بولتا ہے اور بدنام ہوتا ہے۔ یا سزا پاتا ہے اور اس کے بعد جھوٹ بولنے سے توبہ کرتا ہے مگر دوسرا اس کو سزا پاتے دیکھ کر خود بخود نصیحت حاصل کر لیتا ہے اور دل میں عہد کرتا ہے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ پس یہی اس کی سعادت ہے۔

ایک چور چوری کرتا ہے اور پکڑا جاتا ہے' ذلیل ہوتا ہے' مگر دوسرا اس کی ذلت و رسوائی کو دیکھ کر چوری کرنے سے باز آجاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے چوری سے کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے۔ پس یہی اس کی عقل مندی ہے جو سعادت سے تعبیر کی گئی ہے۔ اسی طرح تمام گناہوں اور برائیوں کو اپنے سامنے رکھو ان کے انجام اور نتیجہ پر غور کرو اور اس سے نصیحت پکڑو' دوسروں کو دیکھو اور عبرت حاصل کرو' حضور ﷺ کے اس فرمان کا یہی مقصد ہے۔

﴿۲۴﴾

قائدین کی تکریم

اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ[1]

ترجمہ: "جب کسی قوم کا بزرگ تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کرو"۔

---

[1] ابن ماجہ' الادب' باب اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ' ح ۳۷۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح یہ اسلام ہی کی تعلیم ہے جو دیگر اقوام کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کی تلقین کرتا ہے ورنہ عام طور پر کسی دین میں ایسی تعلیم نہیں ہے۔ اور نہ کوئی شخص مخالف کو دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو رکھ سکتا ہے اس کی عزت و تکریم تو درکنار' وہ تو اس کی توہین پر اتر آتا ہے۔ چنانچہ ہندوؤں' سکھوں اور عیسائیوں میں اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ ہندوؤں میں روشن خیال طبقہ آریہ سماج کا ہے' وہ ضرورت زمانہ سے آگاہ اور تہذیب وشائستگی کا علمبردار ہے' مگر اس کے بانی سوامی دیانند جی کو دیکھو وہ "ستیارتھ پرکاش" لکھتے وقت اپنے جذبات پر قابو نہ پاسکے اور اپنے مخالفوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے چلے گئے۔ سناتنیوں کو چھوڑا نہ سکھوں کو' عیسائیوں کو چھوڑا نہ مسلمانوں کو' سبھی کو برا بھلا کہا اور ان کے بزرگوں کی توہین کی اور کوئی مذہبی تعلیم انہیں اس امر سے مانع نہ ہوئی۔ بخلاف اس کے اسلام مشرکین کے بتوں کو بھی گالی دینے سے روکتا ہے اور ان کے بزرگوں وپیشواؤں کی عزت و تکریم کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک دفعہ نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ یہودیوں کے ایک عالم تشریف لائے' آپ ﷺ استقبال کے لئے اٹھے ان سے خندہ پیشانی سے ملے اور اپنی جگہ یعنی مسند پر انہیں بٹھایا۔ جب وہ چلے گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ حضور (ﷺ) یہ تو اسلام کے سخت مخالف ہیں اور آئے دن یہ ہمیں کوستے رہتے ہیں پھر بھی ان کی آؤ بھگت اور عزت و تکریم کا مطلب؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

نہیں نہیں' جب کسی قوم کا بزرگ تمہارے پاس آئے تو اس کی عزت کیا کرو' میری تعلیم یہی ہے" (اس مفہوم کی روایت مجمع الزوائد ۱۵/۸۔ ۱۶ اور کنز العمال ح ۳۶۹۲۹ میں موجود ہے۔)

سبحان اللہ! اسلام کس قدر محبت و پیار کا مذہب ہے اور کس قدر دوسروں سے تعلقات قائم رکھنے کی تعلیم دیتا ہے اور ان کی عزت و تکریم کی تلقین کرتا ہے۔ مگر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آج ہم اپنی بدقسمتی سے چہ جائیکہ دوسروں سے یہ سلوک روا رکھیں' اپنوں سے بھی محبت و الفت سے پیش نہیں آتے۔ ایک قوم دوسری قوم کی توہین' ایک فرقہ دوسرے، فرقہ کی تذلیل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا۔ ان کے بزرگوں کی توہین کی جاتی ہے' ان کے عالموں کی تذلیل کی جاتی ہے اور پھر اس پر فخر کیا جاتا ہے کہ ہم جیت گئے' ہم غالب رہے ہم نے یہ کیا' ہم نے وہ کیا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے کہ وہ دوسروں کے بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت کرنا سیکھیں کہ اس سے دنیا میں امن و امان قائم ہو گا اور اسلام بڑھے گا۔

* *

۲۵

رہنما کی اصلی حیثیت

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ [1]

ترجمہ "قوم کا سردار' قوم کا خدمت گار ہوتا ہے"

تشریح اس حدیث میں جناب سرور کائنات ﷺ نے ان تعلقات کو واضح کیا ہے جو قوم کو سردار سے اور سردار کو قوم سے وابستہ رکھتے ہیں۔ اگر کوئی سردار محض یہ سمجھتا رہے کہ وہ قوم پر حکمرانی کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو یہ

(۱) مشکاة' کتاب الجهاد : باب آداب السفر' ح ۳۹۲۶' بحواله بيهقي في شعب الايمان ح ۸۴۰۸' تاريخ بغداد ۱۰/ ۱۸۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محض اس کی خام خیالی ہے۔ کیونکہ قوم اس وقت تک منظم اور مطیع نہیں رہ سکتی جب تک اس کے سردار میں دلداری اور ہمدردی موجود نہ ہو اور کسی قوم کی دلداری اور ہمدردی حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہی ہے کہ اس کی خدمت کی جائے اور آڑے وقت میں ہر طرح سے اس کی معاونت کی جائے اور دکھ درد میں اس کے ساتھ برابر شرکت کی جائے۔

تاریخ اس بات کا ثبوت بہم پہنچا رہی ہے کہ دنیا میں صرف وہی بادشاہ' خلیفہ' سردار' امیر اور رئیس عزت سے زندگی بسر کرتا رہا جو اسلامی تعلیم کے ماتحت قوم کا خادم بنا رہا۔ قوم کی فلاح و بہبود اور ترقی و برتری کو اپنی ترقی اور قوم کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا رہا۔ مگر جس نے قوم سے بے اعتنائی کی اور محض حکمرانی کرنا چاہی وہ سب کی نظروں میں گر گیا اور کامیاب نہ ہو سکا۔

حضور سرور کائنات ﷺ بھی اپنی قوم کے ذیشان سردار' کامل رہنما اور بے مثال حکمران تھے۔ قوم ان کے اشارے پر چلتی اور پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار رہتی تھی۔ مگر آئیں ذرا دیکھیں کہ حضور ﷺ نے کس طرح ان پر سرداری کی۔ اور اپنے اس پر حکمت فرمان کو کس طرح عملی جامہ پہنایا۔

جنگ خندق کا زمانہ ہے حضور ﷺ نے آرڈر دے رکھا ہے کہ سب سپاہی شہر کے گرد خندق کھودنے میں مصروف ہو جائیں۔ چھوٹے بڑے' جوان اور بوڑھے سب خندق کھود رہے ہیں' بھوکے اور پیاسے ہیں' مگر سردار والاتبار کے حکم سے روگردانی نہیں کرتے۔ ایک مزدور آتا ہے اور اپنے سردار سے اس وقت یہ عرض کرتا ہے جبکہ سردار خود بھی خندق کھودنے میں مصروف ہے "کہ حضور (ﷺ) اب تو بھوک کی انتہا ہو چکی ہے' کام کرنے سے عاجز ہو رہا ہوں' دیکھ لیجئے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے"۔ حضور ﷺ اپنے شکم مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"کہ دیکھو میں نے خود پتھر باندھ رکھے ہیں اگر تم ایک وقت سے فاقہ میں ہو تو میں دو وقت سے فاقہ میں ہوں' وقت کی نزاکت کو دیکھو' اب کام جلد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کرنا ہے"۔ (ترمذی' الزھد' باب ماجاء فی معیشة اصحاب النبی صلی اللہ علیہ و سلم ح ۲۳۷۱)

وہ سپاہی جب اپنے سردار اور پیشوا کی حالت کو دیکھتا ہے تو اس پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ جذبہ اطاعت سے سرشار ہو کر پھر خندق کھودنے میں مصروف ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ کو ایک سفر سے واپسی پر رات جنگل میں قیام کرنا پڑا' چنانچہ احباب کھانے کے انتظام میں مصروف ہو جاتے ہیں' کوئی پانی لا رہا ہے' کوئی آٹا گوندھ رہا ہے اور کوئی سالن کی تیاری میں مصروف ہے' مگر آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ ایندھن کی گٹھڑی اٹھائے کون آ رہا ہے؟ جناب وہ اس قوم کے سردار اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو دنیا کے سامنے یہ فرما رہے ہیں کہ: سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُم۔

مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہے' عمارت کھڑی ہو رہی ہے' کوئی اینٹیں لگا رہا ہے' کوئی گارا دے رہا ہے مگر آپ نے دیکھا کہ ان کا سردار بھی ساتھ ہی ٹوکری اٹھائے "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُم" کا عملی نمونہ پیش کر رہا ہے۔

اگر صرف دو چار واقعات ہی ہوں تو عرض کروں مگر یہاں تو ساری زندگی ہی قوم کی خدمت میں گذری ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی سرداری دی ہے اور قوم میں عزت دی ہے تو آپ کو بھی اپنے مدنی سردار ﷺ کے نقش قدم پر چلنا چاہئے اور قوم کی خدمت کو اپنا فرض سمجھنا چاہئے۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۶

تبلیغ کا حکم

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً [1]

ترجمہ "جو کچھ مجھ سے سنو دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت (یا مسئلہ) ہو"

تشریح اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کے تمام افراد پر تبلیغ کا فریضہ عائد کر دیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک امت کے تمام افراد خود مبلغ نہ بن جائیں امت ترقی کر ہی نہیں سکتی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تبلیغ علمائے کرام ہی کا کام ہے' وہ غلطی پر ہیں۔ اگر زمانہ رسالت میں تبلیغ صرف نبی ﷺ یا چند کبار صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کے ساتھ مخصوص ہوتی تو یقیناً آج اسلام اطراف و اکناف عالم میں کہیں نظر نہ آتا۔ وہاں تو یہ کیفیت تھی کہ اگر حضور ﷺ کے درس' خطبہ یا وعظ میں سو (۱۰۰) آدمی بیٹھے ہیں تو وہاں سے فارغ ہوتے ہی حضور ﷺ کے ارشادات اور احکام و مسائل کو جب تک ایک ہزار لوگوں کے گوش گذار نہ کر لیتے' آرام نہ کرتے۔ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اپنے عزیزوں' رشتہ داروں اور بال بچوں تک ہی پہنچا دیتے اور نہ صرف سمجھا دیتے' بلکہ عمل کے لئے بھی آمادہ اور تیار کر لیتے۔

---

(۱) بخاري' احاديث الانبياء' باب ما ذكر عن بني اسرائيل ح ۳۴۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ بتاتی ہے کہ تبلیغ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی گھٹی میں داخل ہو چکی تھی۔ وہ حضور ﷺ سے جو کچھ سنتے اپنے تو اپنے' غیروں تک بھی اسے پہنچا دیتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کئی سعید روحیں مشرف بہ اسلام ہوجاتیں۔ اگر کوئی مسلمان کافروں کے ہاں قید ہو جاتا تو وہ قید خانہ میں بھی تبلیغ اسلام شروع کر دیتا اور بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں کو اسلام کا گرویدہ بنالیتا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ تبلیغ خصوصیات اسلام میں سے ہے اور اسلام کے سوا کسی مذہب نے اپنے ہاں تبلیغ کو ضروری اور فرض قرار نہیں دیا۔ جس کا ادنیٰ ترین ثبوت یہ ہے کہ دنیا کے کسی ہادی اور پیشوا کے ماننے والے اس کی زندگی میں اتنے پیدا نہیں ہوئے جتنے حضور ﷺ کی زندگی میں حضور ﷺ کے فدائی اور نام لیوا پیدا ہوگئے تھے۔ کیا کوئی عیسائی یا ہندو بتا سکتا ہے کہ ان کے ہادیوں کی آواز پر ان کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار انسان جمع ہوگئے تھے؟ یا ان کی آواز اتنے انسانوں تک پہنچی تھی؟ یہ خاصہ تو صرف حضور ﷺ ہی کا ہے اور اس کا راز اس حدیث "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً" میں مضمر ہے۔

تبلیغ کے معنی زبان شرع میں "اللہ کا پیغام اوروں تک پہنچانا" ہے۔ یعنی ایک فرد کا دیگر افراد کو یا ایک قوم کا دیگر اقوام کو اپنے مذہب کی دعوت دینا اور اس کی سچائی و حقانیت پیش کر کے ان کو اپنے مذہب میں شامل کرنا "تبلیغ" کہلاتا ہے۔ تبلیغ کے لئے ضروری نہیں کہ آپ وعظ فرمائیں' لیکچر دیں یا تقریر کریں اور نہ ہی تبلیغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ عالم فاضل ہوں' علوم عربیہ کے ماہر ہوں' منطق اور فلسفہ کی کتابیں پڑھے ہوئے ہوں اور بحث و مباحثہ کر سکتے ہوں۔ بلکہ یہ تو ہر مسلمان ہر حالت میں تبلیغ کر سکتا ہے۔ کاروباری آدمی اپنے کاروبار میں یہ کام کر سکتا ہے۔ ایک تاجر تجارت کرتا ہوا اس فریضہ کو سرانجام دے سکتا ہے اور اپنے مذہب اور دین اسلام کے متعلق جو کچھ جانتا ہے وہ دوسروں تک پہنچا سکتا ہے اور باتوں ہی باتوں میں انہیں سمجھا سکتا ہے۔ اس کام کیلئے نہ جلسہ کی ضرورت ہے نہ اجتماع کی' بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفرادی طور پر جس خوبی سے یہ کام کیا جا سکتا ہے مجمع میں نہیں ہو سکتا۔ پس یاد رکھئے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ کو کسی حالت میں بھی تبلیغ سے مفر یا پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے' ورنہ خیال رہے کہ قیامت کے دن رب کے حضور اس کا جواب دینا ہو گا۔

تبلیغ ہر مسلمان پر اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس طرح ہر مسلمان پہلے خود احکام اسلام' فضائل اسلام اور مسائل اسلام سے آگاہ ہو جائے پھر دوسروں میں تبلیغ کر سکے۔ پس حضور ﷺ کا یہ ارشاد مسلمانوں کے لئے دو چند مفید رہا۔ کاش! مسلمان اس نکتہ سے آگاہ ہوتے اور وہ جان لیتے کہ ہماری زندگی کا راز اور ہماری قومی ترقی کا بھید اسی تبلیغ میں مضمر ہے۔ غالباً اسی بنیاد پر آج دوسری قومیں جن کے ہاں مذہبی رنگ میں تبلیغ کی گنجائش ہی نہ تھی' ہماری اس حکیمانہ تعلیم سے فائدہ اٹھا کر تبلیغی ادارے قائم کر رہی ہیں۔ اور قلت و کثرت کے مسئلہ کو حل کرتی چلی جا رہی ہیں۔ مگر مسلمان خواب خرگوش میں مدہوش ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کو بھی اس سے کچھ عبرت حاصل ہو تاکہ اپنے منصب کو پہچاننے لگیں۔

* *

۲۷

نیکی کی تلقین کا اجر

مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ [1]

(۱) مسلم' الامارة' باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللّٰه' بمرکوب وغیرہ ح ۱۸۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ”جس شخص نے کسی کو نیک کام کرنے کی ترغیب دی اس کو اس نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا“

تشریح اس حدیث میں بھی ایک طرح سے تبلیغ ہی کا سبق دیا گیا ہے کہ کوئی مسلمان امر بالمعروف سے غافل نہ ہونے پائے اور ہر آن دوسروں کو نیکی اور بھلائی کی دعوت دیتا رہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے کہنے والے کو بہرحال اجر ملے گا۔ بلکہ اس حدیث میں تو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جتنا اجر اس کے کہنے پر اس نیکی کرنے والے کو ملے گا اتنا ہی اجر اس کہنے والے کو بھی مل جاتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

ایک دوسرے موقعہ پر اسی مضمون کو حضور ﷺ نے ان الفاظ میں ادا فرمایا:

اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (ترمذی' العلم' باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ ح ۲۶۷۰)

”یعنی کسی نیکی پر دلالت کرنے والے (ترغیب دلانے والے) کو اس نیکی کرنے والے کے برابر ہی ثواب ملے گا“۔

مقصد یہ کہ تم ایک دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو۔ یعنی تبلیغ میں غفلت نہ کرنے پاؤ۔

مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ کسی آدمی کو گناہ اور برے کام سے روک کر آپ نے نیکی کی ہدایت کی اور وہ آپ کے کہنے پر نیکی کی طرف مائل ہو گیا تو اب اس نیکی پر جتنا اجر اسے ملے گا اتنا ہی اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے آپ کو مل جائے گا اور اس کا اجر بھی کم نہ ہو گا۔

ایک بھوکا پیاسا مسافر آپ کے پاس آتا ہے اور روٹی کا سوال کرتا ہے' مگر روٹی آپ کے پاس نہیں ہے' آپ اپنے کسی ہمسایہ' عزیز رشتہ دار یا دوست کو ترغیب دلا کر اس مسافر کو روٹی دلوا دیتے ہیں تو اس حدیث کی رو سے جتنا اجر اس روٹی دینے والے کو ہو گا' یقیناً اتنا ہی ثواب آپ کو بھی مل جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی قومی یا ملی کام کے لئے چند رضا کاروں یا خدمتگاروں کی ضرورت ہے آپ اس کام میں حصہ لینا چاہتے ہیں' مگر اپنی علالت' کمزوری' کم سنی یا کسی معقول عذر کی وجہ سے اس خدمت کو سرانجام نہیں دے سکتے اور دیگر احباب کو ترغیب دلا کر اس میں شامل کر دیتے ہیں' تو یقیناً آپ کو اتنا ہی اجر ہو گا جتنا اس رضاکار کو ہو گا۔

ایک سائل دربدر پھرتا آپ کے پاس آجاتا ہے اور آپ سے کچھ مانگتا ہے آپ اسے تنومند اور جوان دیکھ کر سمجھاتے ہیں کہ بھیک مانگنا چھوڑ دو' یہ گناہ ہے' مزدوری کرو اور پیٹ پالو' اللہ تعالیٰ محنت سے خوش ہو گا۔ وہ مزدوری کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ مگر آپ کے ہاں کوئی مزدوری یا ملازمت کا کام نہیں ہے آپ کسی دوست سے کہہ کہلا کر اسے کام پر لگا دیتے ہیں اور گداگری سے بچا لیتے ہیں۔ یقیناً آپ کو اس کے برابر اجر ملے گا۔

آپ کے محلہ میں کوئی یتیم بچہ رہتا ہے آپ خود اس کا سارا بار نہیں اٹھا سکتے مگر چند دوستوں کو توجہ دلا کر اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کر دیتے ہیں اور کچھ وظیفہ لگوا دیتے ہیں۔ یقیناً اس ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہیں۔

اسی طرح کے بیسیوں کام ہیں جن میں آپ حصہ لے کر اور دوسروں کو شمولیت کی دعوت دے کر دگنا ثواب اور اجر حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ان حکیمانہ اسباق سے کچھ سبق حاصل کریں تاکہ دین و دنیا میں فائز المرام ہو جائیں۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۸

جہنمیوں کے کام

اَلْمَکْرُ وَالْخَدِیْعَۃُ وَالْخِیَانَۃُ فِی النَّارِ [1]

ترجمہ "دھوکہ' فریب اور خیانت (کرنے والا) دوزخ میں جائے گا"۔

تشریح اگرچہ یہ تینوں باتیں سب کے نزدیک بری اور مذموم ہیں اور کسی مذہب میں بھی یہ جائز اور روا نہیں رکھی گئیں! مگر اسلام نے خصوصیت سے اپنے ماننے والوں کو ان سے روکا ہے۔ چنانچہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مسلمان مکرو فریب اور دھوکہ سے کام لے' یا خائن ثابت ہو تو اس جرم کی سزا آگ ہے یعنی اسے آگ میں جلنا ہو گا۔ پس اگر آپ آگ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو کبھی مکر و فریب سے کام نہ لیں۔ مکروفریب کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب کسی کو مغالطہ میں ڈالنا' کسی کو نقصان پہنچانا یا حق چھپانا مقصود ہو۔ اسلام ان سب باتوں سے روکتا ہے۔ پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ آپ یہ کام بھی کر گزریں اور اسلام کے پابند بھی کہلاتے رہیں۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ "مکار اور فریبی اسلام کا پابند نہیں ہو سکتا"۔

جو دنیا میں مکروفریب سے کام لے اور اس مقولہ پر عمل کرے کہ "دنیا کماؤ مکر

(1) ابوداود فی المراسیل ص ۱۵۹ ح ۱۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اور روٹی کھاؤ شکر سے" وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا' بلکہ وہ جہنم میں جائے گا۔

اسی طرح خائن کا حشر ہو گا' جو کسی کی امانت میں خیانت کرتا ہے۔ امانت روپیہ پیسہ کی ہو یا بات چیت کی' یا کسی اور چیز کی' مقصد یہ ہے کہ جو شخص آپ کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ اسے نگاہ میں رکھیں' نہ کسی کو دیں اور نہ بتلائیں' نہ خود استعمال میں لائیں۔ تو پھر اگر آپ اس عہد کی خلاف ورزی کریں گے تو خائن سمجھے جائیں گے۔ امانتداری اور ایمانداری ایک ہی چیز ہے بلکہ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں پس جو امانتدار نہیں وہ ایمان دار نہیں۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ ان ہر سہ جرائم سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں اور دنیوی اغراض یا تھوڑے سے منافع کے لئے کسی کو فریب اور دھوکہ نہ دیں' مکر سے کام نہ لیں اور دینی اور دنیوی امور میں خائن نہ بنیں' تاکہ جہنم سے بچ جائیں اور جنت میں داخل ہونے کے مستحق ہو ٹھہریں۔

۲۹

صحیح مسلمان کی تعریف

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَ يَدِهٖ[1]

---

(۱) (بخاری' الایمان' باب المسلم من سلم المسلمون ..... ح ۱۰' مسلم' الایمان' باب بیان تفاضل الاسلام ح ۴۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ "مسلمان وہ ہے' جس کی زبان اور ہاتھ کی ایذا سے مسلمان محفوظ رہیں"۔

تشریح اسلام میں کسی کا دل دکھانا' ستانا اور ایذا پہنچانا بہت بڑا گناہ ہے' ایذا رسانی کے دو ہی ذریعے ہیں: ایک زبان' دوسرا ہاتھ۔ اس لئے حضور ﷺ نے ان دونوں پر پابندی عائد کرتے ہوئے فرمایا: اگر تمہاری زبان اور ہاتھ کی ایذا سے لوگ محفوظ رہے' تو تم صحیح معنی میں مسلمان ہوئے۔ کیونکہ مسلمان وہی ہوتا ہے جو اپنی اور دوسروں کی سلامتی چاہے اور انہیں کوئی تکلیف یا گزند نہ پہنچائے۔ خوب کہا کسی نے

ے اے یار جو کوئی کسی کو کلپائے گا
یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائے گا
اس دور مکافات میں سن' اے غافل
بیداد کرے گا آج' کل پائے گا

ہاتھ کی ایذا' جور و ستم' تعدی' زیادتی' مار پیٹ' چوری ڈکیتی اور ظلم سے ہوتی ہے' اور غالباً اس سے اکثر لوگ بچ بھی سکتے ہیں' کیونکہ یہ ایذا تو طاقت اور قوت پر موقوف ہے۔ اگر آپ دوسروں سے زیادہ طاقتور ہوں گے' تب ہی دوسروں کو ہاتھ سے تکلیف پہنچائیں گے' اور اگر آپ کمزور ہوں' تو پھر کیونکر کسی کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں؟ مگر زبان کی ایذا ایک ایسی ایذا ہے جس سے کسی کا بچنا بہت مشکل ہے زبان ہی سے گالی دی جاتی ہیں' جھوٹ بولا جاتا ہے' چغلی کھائی جاتی ہے' غیبت کی جاتی ہے اور کسی کی برائی بیان کی جاتی ہے' جس سے اس کا دل دکھتا ہے' اور دل دکھانا ہی اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

ے اپنے دل پر ذرا ہاتھ دھر کے دیکھے
اے رضی دل جو دکھاتا ہے پرائے کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ایک مومن کی شان یہی ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو میں رکھے' جو بول بولے' پہلے اس کو تولے پھر بولے۔ طبرانی میں ایک حدیث ہے' جس کا خلاصہ و مطلب یہ ہے کہ:

"جو شخص اپنی زبان پر قابو نہیں پا سکتا' وہ حلاوت ایمانی سے محروم رہتا ہے" (الترغیب والترھیب ۵۲۶/۳۔ ۵۲۷ بحوالہ طبرانی فی الصغیر ۷۲/۲ و فی الاوسط)

جو بس میں زباں ہو نہ انسان کی
نہ پائے حقیقت وہ ایمان کی

ایک بار نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا "کہ اگر تو اپنی زبان پر قابو پالے' اور جب کوئی خطا یا قصور ہو تو رو کر توبہ کر لیا کرے تو یہ دو عمل تجھے جنت میں لے جانے کے لئے کافی ہیں"۔ (الترغیب والترھیب ۵۲۴/۳ و ترمذی' الزھد' باب ماجاء فی حفظ اللسان ح ۲۴۰۶)

بیہقی میں ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب عملوں سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے' کہ انسان اپنی زبان کی حفاظت کرے" (الترغیب والترھیب ۵۲۵/۳ بحوالہ ابو الشیخ والبیھقی فی شعب الایمان ۱۴۵/۴ ح ۴۹۵۰)

پسندیدہ حق ہیں جتنے عمل
ہے ان سب میں حفظ لساں بے بدل

"ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا "کہ قیامت کے دن جن خطاؤں کی بنا پر انسان کو پکڑا جائے گا' ان میں سے اکثر خطائیں ایسی ہوں گی' جو اس کی زبان سے سرزد ہوئی ہوں گی"۔ (ترمذی' الایمان' باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ ح ۲۶۱۶' مطولا۔ ابن ماجہ' الفتن' باب کف اللسان فی الفتنہ ح ۳۹۷۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بار نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "اگر کوئی بلاؤں اور مصیبتوں سے بچنا چاہتا ہے' تو اسے خاموشی اختیار کر لینی چاہئے' کیونکہ اکثر بلائیں زبان اور گفتگو ہی سے معلق ہوتی ہیں"۔ (الترغیب والترھیب ۵۳۶/۳ بحوالہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الصمت ح ۳۶)

"اَلْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْقَوْلِ" (بیہقی فی شعب الایمان' ۱۴۴/۴ ح ۴۹۴۸' و ابن ابی الدنیا فی کتاب الصمت ح ۲۸۸)

"یعنی آزمائش گفتگو سے معلق ہوتی ہے"۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

"خاموشی اختیار کرنا حکمت اور دانائی پر دال ہے' جو خاموش رہے گا وہ شیطان پر غالب رہے گا' کیونکہ خاموش رہنا بھی ایک قسم کی عبادت ہے" (الکامل لابن عدی ۱۸۱۶/۵)

؎ سنو گوش دل سے نبی کا یہ کہنا
کہ افضل عبادت ہے خاموش رہنا

خاموشی کی تلقین اس لئے کی گئی ہے' کہ اس سے انسان میں سوچ و بچار پیدا ہوتی ہے' اپنی بات کو جانچنے اور تولنے کا موقعہ ملتا ہے' اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ میری ذات سے کسی کو رنج تو نہیں پہنچا' جب یہ سوچ پیدا ہو جائے' تو سمجھ لیجئے کہ اس حدیث پر عمل ہو گیا اور آدمی بہت سے فتنوں سے بچ گیا۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۰

بے ایمان اور بے دین کون؟

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ[1]

ترجمہ: "وہ شخص ایمان دار نہیں جو امانتدار نہیں' اور وہ دین دار نہیں' جو عہد کا پابند نہیں"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے' کہ ایمان اور امانت' شرط و مشروط ہیں۔ اور عہد و پیمان اور دین بھی آپس میں لازم و ملزوم ہیں یا بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ نہ خائن ایمان دار ہو سکتا ہے نہ عہد شکن دین دار بن سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایمان دار ہونے کا دعویٰ کرے مگر امین ثابت نہ ہو' یعنی امانت میں خیانت کرنے والا ہو تو وہ جھوٹا ہے' بے ایمان ہے' اللہ کے ہاں اس کا ایمان قبول نہیں ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی جھوٹا ہے' جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے' دین دار بنتا ہے مگر عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرتا ہے' اپنے قول و اقرار کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ اس حدیث کی رو سے وہ بھی دین دار نہیں' بلکہ بے دین ہے: ع

انسان کیا جو وعدہ کرے اور وفا نہ ہو

یاد رکھو! اسلام میں ایفائے عہد اور حفظ امانت کی بہت تاکید آئی ہے' اس لئے کہ اسلام کے ساتھ ان دونوں کا تعلق بہت گہرا ہے' اسلام چونکہ امن و امان اور

---

(۱) مسند احمد ۱۳۵/۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلامتی کا حامی ہے اور یہ دونوں چیزیں امن وامان اور سلامتی کے خلاف ہیں اور فتنہ وفساد پیدا کرتی ہیں' بدامنی اور خطرات کا باعث بن جاتی ہیں اس لئے ایمان اور اسلام کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہ سکتا۔ اگرچہ بظاہر دیکھنے میں خیانت اور وعدہ خلافی کی اتنی اہمیت دکھائی نہیں دیتی مگر جب آپ ان کے نتائج اور انجام پر گہری نظر ڈالیں گے تو آپ کو ان میں وہ جراثیم نظر آئیں گے جو امن عامہ کو مٹانے اور دنیا میں فتنہ و فساد پھیلانے کا موجب بن جاتے ہیں۔ امانت سونے چاندی' روپیہ پیسہ اور مال و اسباب ہی میں نہیں ہوا کرتی بلکہ بات میں بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ مسند دیلمی میں ہے:

اَلسَّمْعُ اَمَانَتُهٗ "کہ بات بھی امانت ہے"۔

یعنی کسی نے آپ سے کوئی راز کی بات کی اور کہا کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا' میری یہ بات امانت ہے' پھر آپ نے کسی سے ذکر کر دیا تو آپ خائن ہوں گے۔ اور حدیث کی رو سے بے ایمان کہلائیں گے۔ پس ہر مسلمان کو چاہئے کہ امانت کا خاص خیال رکھے اور اس میں کسی طرح کی بھی خیانت نہ کرے' کیونکہ

ہے ارشاد پاک شہ مرسلیں
امانت نہیں جس میں' ایماں نہیں

اسی طرح جو لوگ روزانہ کاروبار میں' لین دین میں' بیع وشراء میں جھوٹ بولنے اور وعدہ خلافی کرنے کے عادی ہو گئے ہیں' خصوصاً کاروباری اور ہنرمند لوگ مثلاً درزی' دھوبی' سنار' لوہار' ترکھان' معمار اور رنگریز وغیرہ' جو کہتے ہیں کہ موجودہ دور میں وعدہ پر کاروبار چلانا بہت مشکل ہے' وہ بلا ارادہ ہر شخص کو کل اور پرسوں کا وعدہ دیتے چلے جاتے ہیں' کچھ عبرت حاصل کریں اور بے دین نہ بنیں۔ جو وعدہ کریں سوچ سمجھ کر کیا کریں اور پھر اسے پورا کرنے کی کوشش کریں' ورنہ خطرہ ہے کہ قیامت کے دن وہ اس جرم کی پاداش میں کہیں سنگین سزا نہ پائیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (سورہ بنی اسرائیل: ۳۴)

"یعنی (قیامت کے دن) عہد وپیمان اور قول واقرار کے متعلق بازپرس کی جائے گی"۔

جب ایک شخص کسی کی امانت میں خیانت کرے گا' تو ظاہر ہے پھر ان کے تعلقات استوار نہیں رہ سکیں گے' بدنامی بھی ہوگی اور بے اعتمادی بھی' وہ عوام نہیں تو خواص کی نظروں سے ضرور گر جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی وعدہ خلافی کرے گا تو اس کا بھی تعلقات پر برا اثر پڑے گا' بظاہر نہیں تو دل میں اسے برا سمجھا جائے گا اور بتدریج محبت اور اخوت کا سلسلہ منقطع ہوتا جائے گا۔ پس جن امور سے محبت اور مروت کٹتی ہو' بالآخر وہی فتنہ کا باعث بن جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے محبت مٹانے اور فتنہ فساد پھیلانے والے امور کا سدباب کر دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص ایسے کام کرے جن سے امن عامہ میں خلل پیدا ہو اور فتنہ فساد پھیلے وہ اسلام کا حامی نہیں' بلکہ اسلام کا دشمن ہے۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

* *

۳۱

احترامِ مسلم

كُلُّ الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَعِرْضُهُ وَمَالُهُ [1]

---

(۱) مسلم' البر والصلة' باب تحريم ظلم المسلم و خذله الخ ح ۲۵۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ ”مسلمان کی ہر ایک چیز اس کا خون‘ اس کی عزت و آبرو اور اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے“۔

تشریح مطلب یہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کا خون نہ بہائے‘ کسی کو قتل نہ کرے‘ کسی کی عزت نہ لوٹے‘ پگڑی نہ اچھالے‘ آبروریزی نہ کرنے پائے‘ نہ ناجائز طریقے سے کسی کا مال کھائے‘ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ حرام فعل کا مرتکب ہو گا‘ جس کی سزا اللہ تعالیٰ کے ہاں پائے گا اور بہت سخت پائے گا۔

آپ نے یہ تو سنا ہو گا کہ مسلمان خنزیر نہیں کھاتے‘ کتے‘ بلی اور گدھے کا گوشت بھی استعمال نہیں کرتے‘ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اسے حرام سمجھتے ہیں۔ اور ہر ادنیٰ‘ اعلیٰ‘ چھوٹا اور بڑا یہ جانتا ہے کہ اسلام نے ان چیزوں کے کھانے کی اجازت نہیں دی۔ اس لئے کبھی کسی نے یہ جرأت نہیں کی کہ کھلے بندوں علی الاعلان سور کا گوشت کھائے۔ مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جس اسلام نے اور جس نبی ﷺ نے ہمارے لئے سور حرام قرار دیا تھا‘ وہی نبی ہمارے لئے ایک دوسرے کا خون بہانا‘ مال چھیننا اور بے عزتی کرنا بھی حرام قرار دے رہا ہے‘ مگر اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی حرمت پر کوئی یقین نہیں رکھتا۔ حالانکہ یہ سب باتیں سور‘ کتے اور گدھے کا گوشت کھانے سے زیادہ خطرناک‘ زیادہ نقصان دہ اور زیادہ ضرر رساں ہیں۔

جو چیزیں اسلام نے ہمارے لئے حرام قرار دی ہیں وہ یقیناً ان کے مضر پہلوؤں کی بنا پر حرام ٹھہرائی ہیں‘ یعنی ان سے بجائے نفع کے نقصان کا خطرہ زیادہ تھا‘ اس لئے انہیں حرام قرار دے دیا گیا۔ شراب اور جوئے کی حرمت میں بھی یہی وجہ ہے اور سور کے گوشت سے بے غیرتی اور دیوثی بڑھتی ہے‘ اس لئے اسے بھی حرام کر دیا ہے۔ اسی طرح ہر حرام چیز کے متعلق غور کرو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ان کے طبی‘ اخلاقی‘ مادی اور روحانی نقصانات سے بچانے کے لئے مسلمانوں کو ان سے روک دیا گیا ہے۔

پس اسی نظریہ کے تحت ان ہر سہ اشیاء کی حرمت پر غور کرو‘ کہ اگر ان چیزوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روکا نہ جاتا اور انہیں حرام قرار نہ دیا جاتا تو دنیا میں کتنا فساد برپا ہوتا کشت و خون کا کس قدر دروازہ کھل جاتا۔ چوری' ڈکیتی' رشوت اور دغابازی عام ہوجاتی' ایک دوسرے کی باہمی تذلیل و تحقیر کی کوئی پرواہ نہ کی جاتی۔ مگر قربان جائیں حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر جنہوں نے اپنے ہر کلمہ گو' ہر ماننے والے اور ہر مسلمان کہلانے والے کے لئے یہ آرڈیننس اور قانون بنا دیا کہ وہ اپنے کسی بھائی کا خون نہ بہائے' اسے قتل نہ کرے' اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے اور اس کا مال ناجائز طریق پر غصب کرنے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ یہ سب فعل اس کے لئے ممنوع قرار دیئے گئے ہیں اور جو چیز کسی کے لئے ممنوع قرار دی جائے پھر اس کا ارتکاب تو درکنار کسی کو اس کے پاس بھی نہیں پھٹکنا چاہئے۔ دیکھو حضور ﷺ نے کس عمدہ طریق پر ہمیں ان مہلک قسم کے جرائم سے روک دیا ہے۔ اس حدیث سے ہر قسم کے ظلم اور فساد کی جڑ کٹ گئی ہے' باہمی دنگا فساد' قتل وغارت گری' جھوٹے دعوے' جھوٹی گواہیاں سب حرام' ایک دوسرے کا تمسخر کرنا' باہم پھبتیاں اڑانا' پگڑیاں اچھالنا' آبرو ریزی کرنا' گالیاں دینا' تحقیر و تذلیل کرنا سب ممنوع' کسی کا مال چھیننا' ڈاکہ ڈالنا' غصب کرنا' حق مارلینا' دغا دینا' چوری کرنا اور رشوت لینا سب امور ناجائز و حرام قرار دے دیئے گئے ہیں۔ جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو دنیا میں امن اور سلامتی ہوگی اور یہی اسلام کا اصل مقصد ہے۔

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۲

بول چال بند رکھنا

لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ [1]

ترجمہ "کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی مومن بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے"۔

تشریح اگرچہ حضور پاک ﷺ نے پیار و محبت' صلح وصفائی' اتفاق و اتحاد کی بہت تلقین فرمائی ہے' مگر پھر بھی باہمی اختلاف' چپقلش اور ناراضگی چونکہ ایک فطری چیز ہے' اس لئے اس کا وقوع بھی لازمی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اگر دو برتن ایک جگہ ہوں تو وہ بھی کھٹکھٹا جاتے ہیں' تو پھر آدمی کیوں نہ کھٹکھٹائیں گے؟ پس ایسی صورت میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی بات پر باہمی ناراضگی پیدا ہو جائے تو پھر جلد از جلد صلح کی کوشش کرو' چونکہ ناراضگی اور کبیدگی ایک فطری چیز ہے اس لئے خالق کائنات نے اپنے پیغمبر ﷺ کی وساطت سے ہمیں بتا دیا ہے کہ یہ کبیدگی زیادہ سے زیادہ تین دن تک رہ سکتی ہے' اس کے بعد اگر دور نہ کی گئی تو یہ تمہارے ایمان میں مخل (حائل) ہوگی اور ایمانی قوت کو بتدریج کمزور کرتی چلی جائے گی۔ پس ایک مومن اور مسلم کی شان یہی ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی بھائی سے

---

[1] بخاری' الادب' باب ما ینھی عن التحاسد والتدابر ح ۶۰۶۵۔ مسلم البر والصلۃ' باب النھی عن التحاسد ... ح ۲۵۵۹۔ ۲۵۶۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موالات و تعلقات کا بائیکاٹ نہ کرے اور علیک سلیک بند نہ کرے۔ اور کوشش کرے کہ تین دن کے اندر اندر صلح ہو جائے' غصہ دور ہو جائے اور رنج جاتا رہے' تاکہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے۔ اگر ایک شخص اپنا غصہ دور کر کے بولنا چاہتا ہے اور صلح صفائی یا السلام علیکم کہنے میں پہل کرتا ہے' تو بحکم حدیث وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اجر و ثواب پانے میں بڑھ جاتا ہے۔ اگر دوسرا اس پر بھی نہیں مانتا' اور غصہ نہیں تھوکتا اور صلح کے لئے تیار نہیں ہوتا' تو پھر گناہ گار وہی ہو گا اور ساری سزا بھی وہی پائے گا۔

قرآن کریم میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ (سورۃ الحجرات: ۱۰) "یعنی بھائیوں میں صلح کرا دیا کرو" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے ہمارے فرائض میں ایک یہ چیز بھی داخل کر دی گئی ہے کہ جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں بھائی آپس میں لڑے جھگڑے ہوئے ہیں اور ان کی بول چال بند ہے تو ہم خود کوشش کر کے ان کی صلح کرا دیں۔ اگر ہم علم کے باوجود خاموش رہیں گے تو ہم بھی گناہ گار ہوں گے اور شرعاً مجرم قرار پائیں گے۔

اب غور کریں اگر تمام مسلمان اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرنے لگیں' تو کیا اسلامی دنیا میں کہیں نفاق اور شقاق کا نام بھی باقی رہ سکتا ہے؟ اسلام کی تعلیم یقیناً دنیا میں اتفاق و محبت اور یک جہتی پیدا کرنے والی ہے' بشرطیکہ مسلمان اس پر عامل ہو جائیں' یا کم از کم عمل کا احساس ہی پیدا کر لیں۔

اگر دو بھائیوں میں اختلاف ہو تو پہلے ماں باپ کا فرض ہے کہ ان کے اختلاف کو دور کریں اور صلح کرا دیں' پھر استاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے اور صلح کرائے۔ امام مسجد کا فرض ہے' محلہ کے چوہدری کا فرض ہے' ہمسایہ کا فرض ہے' اور اس کے بعد عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ باہم مل کر کوشش کریں اور صلح کرا دیں' اس مقصد کے لئے اگر ہر قصبہ اور ہر قریہ میں ایک جماعت بنائی جائے یا کسی بنی بنائی انجمن کے اغراض و مقاصد میں یہ چیز داخل کر دی جائے کہ وہ اصلاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین المسلمین کا کام بھی کرے اور "اَلصُّلْحُ خَیْرٌ" کے تحت یہ نیکی اپنے ذمہ لے لے تو بہت ہی بہتر ہو۔ میرے نزدیک اس کام سے بہتر اور کوئی کام نہیں ہے' اللہ کرے کہ مسلمانوں کی توجہ ادھر ہو جائے۔

ہاں اگر ہماری اتنی کوششوں کے باوجود اور احکام الٰہی سے آگہی حاصل ہو جانے پر بھی دو بھائی آپس میں نہیں ملتے اور غصہ نہیں چھوڑتے تو پھر سن لیں ان کے متعلق ارشاد نبوی کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جیسا کہ ابوداؤد میں آیا ہے کہ:

"اگر وہ تین دن تک صلح نہ کریں اور اسی رنج اور ناراضگی میں مرجائیں' تو جہنم میں جائیں گے اور ان کی نیکیاں ان کے کام نہ آئیں گی"۔

(ابو داؤد' الادب' باب فیمن یھجر اخاہ المسلم ح ۴۹۱۴)

ایک روایت میں ہے:

"کہ چوتھے دن کے بعد وہ جو فرض یا نفل ادا کریں گے اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرے گا"۔ (ابن ماجہ' باب من ام قوما و ھم لہ کارھون ح ۹۷۱)

یعنی ان کی کوئی نیکی پھر نامہ اعمال میں درج نہیں ہو گی۔

مسلم شریف میں ہے کہ ہر دو شنبہ اور پنج شنبہ کو جب بندوں کے اعمال حق تعالیٰ کے حضور پیش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر قلم عفو پھیرتا ہے' تو (ایسے شخصوں کے اعمال پھینک دیئے جاتے ہیں) جو آپس میں لڑے ہوتے ہوں اور مسلمان ہونے کے باوجود ان کی بول چال بند ہو' جب تک وہ صلح نہ کریں گے ان کی مغفرت نہ ہو گی۔ (مسلم' البر والصلۃ' باب النھی عن الشحناء و التھاجر ح ۲۵۶۵)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

"اگر کوئی شخص کسی سے ایک سال تک جدا رہے یعنی علیک سلیک تک نہ کرے تو وہ گویا اس کا قاتل ہو گا یعنی اسے قیامت کے دن وہ سزا ملے گی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو قاتلوں کو ملتی ہے"۔ (ابوداؤد' الادب' باب فیمن یھجر اخاہ المسلم ح ۴۹۱۵)

پس ان احادیث کی رو سے کسی مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کلمہ گو بھائی سے بگڑا اور روٹھا رہے اور علیک سلیک تک ترک کر دے۔ یہ بھی خیال رہے کہ دنیوی امور کی رنجش اور ناراضگی کا ذکر ہو رہا ہے۔ یعنی آپ کی ناراضگی کسی دینی امر کی وجہ سے نہیں بلکہ دنیوی امر کی وجہ سے ہے۔ مثلاً کسی نے آپ کو گالی دی ہے' توہین کی ہے' برادری میں بات نہیں مانی گئی' رشتہ ناطہ میں کسی وجہ سے ناراضگی پیدا ہو گئی' یا لین دین کے کاروبار میں کوئی رنجش ہو گئی اور وہ بڑھتے بڑھتے بڑھ گئی اور تین دن کے اندر اندر اس کی اصلاح نہ کی گئی۔ ایک دوسرے کی حق رسی نہ کی گئی' معافی نہ مانگی گئی' صلح نہ کی گئی تو یہ سزا ملے گی جو اوپر بیان ہوئی۔ لیکن اگر غصہ ناراضگی یا بائیکاٹ دین کی وجہ سے ہے' کسی نے کوئی خلاف شرع حرکت کی' شرک و بدعت کا ارتکاب کیا' حدود الٰہیہ کو توڑ دیا' اللہ تعالیٰ یا رسول کریم ﷺ یا اسلامی احکام میں سے کسی کی تحقیر و تذلیل کی اور آپ نے اسلامی غیرت سے' دینی حمیت سے اس کا بائیکاٹ کر دیا تو ایسی صورت میں تین دن نہیں تین مہینے' تین سال بلکہ ساری عمر بھی جب تک وہ تائب نہ ہو اور رجوع نہ کرے' آپ بول چال بند رکھیں گے تو آپ کو اس پر ثواب اور اجر ملے گا' یہ رنجش اور ناراضگی اللہ کیلئے ہے اپنی ذات کیلئے نہیں ہے۔ لیکن ذاتی رنجش کو دینی رنجش قرار دینا بھی اچھا کام نہیں۔ اسی طرح ذاتی اختلافات کو جماعتی اختلافات ٹھہرانا اس سے بھی برا اور قابل نفرت ہے۔ ذاتی اور دینی ناراضگی میں فرق کرنا جس قدر مشکل ہے اسی قدر ضروری ہے' افسوس' آج کل ذاتی رنجشوں کو جماعتی اور مذہبی رنجشیں بنا دیا جاتا ہے۔

پس مسلمان اپنی ذاتی رنجش معاف کر سکتا ہے اور اسے معاف کر دینی چاہئے' اگر انصاف سے دیکھا جائے تو ہماری ۹۹ فیصدی رنجشیں محض ذاتی ہوتی ہیں۔ بسا اوقات دینی رنجش کو بھی محض آڑ بنالیا جاتا ہے ورنہ غصہ ذاتیات ہی کا ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیندار اور مذہب کے پرستار حضرات عموماً اس کمزوری کا شکار ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ اپنے بغض و عناد کا مظاہرہ مساجد و مدارس میں کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ غصہ ان کا ذاتی ہوتا ہے مگر پاک مقامات کو خواہ مخواہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ سب بری حرکات اور گناہ کے کام ہیں ان سے بچنا ازبس ضروری ہے۔

**

۳۳

ایک سنہری اصول

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ[1]

ترجمہ "کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے ایسی چیز کو پسند نہ کرے' جسے اپنے لئے پسند کرتا ہے"۔

تشریح اس حدیث میں حضور انور ﷺ نے مسلمانوں کو باہم محبت' الفت اور ہمدردی کی ایسی تعلیم دی ہے جس کی نظیر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم مسلمان ہو یا پکے سچے مسلمان بننا چاہتے ہو' تو نفس پرستی اور خود

---

[1] بخاری' الایمان' باب من الایمان ان یحبّ لاخیه ما یحب لنفسه ح ۱۳۔ مسلم' الایمان' باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب ..... ح ۷۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضی سے اجتناب کرو اور اس سے بچنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ تم ہر معاملہ میں اپنی ذات پر دوسرے بھائیوں کو ترجیح دیا کرو' مثلاً تم دونوں بھائی مل کر کھانا کھا رہے ہو' جی تو چاہتا ہے کہ اچھی چیز خود کھاؤ اور جو چیز غیر مرغوب ہو وہ دوسرے کی طرف کر دو۔ لیکن تعلیم یہ ہے کہ تم اپنے جی پر قابو پاؤ اور جو چیز تمہیں زیادہ پسند ہو وہ اپنے بھائی کی طرف کر دو کہ وہ اچھی چیز کھائے۔ اسی طرح ہر لین دین اور ہر معاملہ میں دوسرے بھائیوں کو اپنی ذات پر ترجیح دو' اور کبھی ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرو اور اگر تم یہ جذبہ پیدا کر لو تو پھر غور کرو کہ تمہارا حلقہ کتنا وسیع ہو جاتا ہے۔ اور تمہارا تعلق دوسروں سے کیونکر استوار ہو جاتا ہے؟ جب تمہارے دوستوں اور بھائیوں کو یہ علم ہو گا کہ اس کا تعلق ہمارے ساتھ اسی قسم کا ہے اور یہ ہمارا اتنا خیر خواہ ہے کہ ہماری پس پشت بھی ہماری حق تلفی کرنا تو درکنار ہمیں اپنی ذات پر بھی ترجیح دیتا ہے اور کبھی ہماری برائی یا نقصان نہیں چاہتا تو پھر ان کے دل میں آپ کی کتنی محبت پیدا ہو گی؟ اور آپ کے حقوق کی کتنی حفاظت کرنے لگیں گے؟ اور آپ کی خیر خواہی و بھلائی کے کتنے خواہاں ہوں گے؟ اور اگر اللہ نہ کرے آپ سرور کائنات ﷺ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور خود غرض اور نفس پرست بن جاتے ہیں اور دوسروں کا قطعاً کوئی خیال نہیں کرتے تو پھر لازماً اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ دوسرے بھی آپ کا کچھ خیال نہیں رکھیں گے اور کبھی آپ کا بھلا نہیں چاہیں گے۔ بلکہ بدلہ و انتقام لینے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جس سے منافرت بڑھے گی اور دشمنی وعداوت نمایاں ہو گی۔

آپ کا فرض ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد پر اچھی طرح غور کریں اس کی حکمت کو سمجھیں' اس کی خوبیاں دیکھیں اور سچے دل سے اس پر عمل کر کے دنیا میں اتفاق' اتحاد' محبت اور الفت کا ایک سلسلہ قائم کر دیں۔ مولانا جامی نے اس حدیث کا ترجمہ ایک رباعی میں یوں کیا ہے

؎ ہر کسے را لقب مکن مومن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گرچہ از سعی جان و تن کاہد
تانخواہد برادر خود را!
آنچہ از بہر خویشتن خواہد

اردو میں اس کا ترجمہ یوں ہو سکتا ہے

مسلمانو! اسی صورت میں ہو تم اہل ایمان سے
کہ جو الفت ہو اپنے نفس سے ہو اپنے اخوان سے

سعدی مرحوم نے بھی اس فلسفہ کو اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے ع

آنچہ خود نہ پسندی بدیگراں مپسند

"یعنی جو چیز تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو"

**

۳۴

دعوت قبول کرنا

مَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيْبُوْهُ[1]

ترجمہ "جب تمہیں کوئی دعوت دے تو اسے قبول کر لو"۔

تشریح اس حدیث میں کھانے پینے کے عام احکام کے علاوہ حضور اکرم ﷺ نے دعوت کی ضرورت' اس کی فضیلت واہمیت پر بھی روشنی ڈال دی ہے۔

---

[1] ابو داؤد' الادب' باب فی الرجل یستعید من الرجل ح ۴۱۰۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعوت درحقیقت باہمی تعلق' محبت اور اخوت میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

"کہ اگر تم کسی سے محبت پیدا کرنا چاہو تو اسے ہدیہ اور تحفہ دیا کرو"۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۱۶۹)

اپنے بھائی کی دعوت کرو' باہم مل کر بیٹھو' اکٹھے کھانا کھایا کرو۔ یعنی یہ سب باتیں محبت بڑھانے والی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج کل ان سب کی تہ میں خود غرضی شامل ہو گئی ہے ہم جو کچھ کرتے ہیں محبت اور خلوص سے نہیں بلکہ ذاتی غرض کی بنا پر کرتے ہیں۔ اگر کسی کے ہاں کوئی چیز بطور تحفہ بھیجتے ہیں تو اس خیال سے کہ وہ بھی ہمیں دے' اگر کسی کو دعوت دیں گے تو اس نیت سے کہ وہ بھی ہمیں کھانا کھلائے۔ چنانچہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے مگر محبت بڑھتی نہیں بلکہ گھٹتی جا رہی ہے۔ الفت آتی نہیں بلکہ جا رہی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ عادت تھی کہ عام طور پر ایک دوسرے کی دعوت کرتے رہتے۔

آج زید خالد کے ہاں' تو کل عمرو کے ہاں کھانا کھا رہا ہے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو کوئی کسی کو اپنے ساتھ لے گیا اور کوئی کسی کو اپنے گھر پر لے گیا۔ پھر مل کر کھانا کھایا' دکھ سکھ کی باتیں کیں' غم غلط ہوا' اگر کوئی چھوٹا موٹا گلہ شکوہ تھا تو وہ دور ہوا۔ اور پیار و محبت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

مگر آج کل ہمارے ہاں کچھ ایسا رواج ہو گیا ہے کہ کوئی دوست کسی دوست اور کوئی قریبی کسی عزیز رشتہ دار کی بھی اس وقت تک دعوت نہیں کرتا جب تک اس کے ہاں کوئی خاص تقریب نہ ہو۔ ختنہ یا شادی ہو تو دعوت کی جائے گی اور یکدم ایک ہی بار سب کو بلا لیا جائے گا' خواہ قرض لے کر ہی دعوت کھلانی پڑے-- اور مزید برآں یہ کہ اگر رنج یا خاص رکاوٹ کی وجہ سے میں آپ کے ہاں نہیں گیا تو پھر کیا مجال کہ آپ میری شادی میں شریک ہوں اور دعوت قبول کریں۔ آپ کو ہزار بار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھایا جائے' منت خوشامد بھی کی جائے مگر آپ یہی کہتے جائیں گے کہ چونکہ وہ ہمارے ہاں نہیں آئے لہٰذا ہم بھی ان کے ہاں نہیں جائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے اسی ضد اور ہٹ دھرمی کو توڑنے کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی سے کوئی رنجش ہو تو جب وہ دعوت کرے اسے قبول کر لو اور دل سے رنجیدگی و ناراضگی کو دور کر دو کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اسی میں ہے

؎ دے کوئی دعوت تو تم کر لو قبول
تم پہ ہو گا رحمت حق کا نزول

حضور سرور کائنات ﷺ تو غربا اور مساکین کی دعوت بھی قبول فرما لیا کرتے تھے' کیونکہ دعوت سے مراد اچھے اچھے مرغن کھانے کھانا ہی نہیں ہے بلکہ اس کے خلوص اور محبت کو دیکھ کر اس کے ہاں پہنچ جانا ہے' اپنے کبر اور نخوت کو توڑنا ہے برائی کو چھوڑنا ہے' دل کی صفائی پیش کرنا ہے۔

دعوت کے ضمن میں یہ بھی یاد رہے کہ اگر کسی نے آپ کو دعوت دی ہے تو آپ جا سکتے ہیں مگر کسی دوسرے مدعو کے ساتھ طفیلی بن کر نہ جائیں کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں' جو بن بلائے مہمان بن جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کو چور کہہ کر پکارا ہے' ارشاد ہے:

"وَ مَنْ دَخَلَ عَلٰی غَیْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَ خَرَجَ مُغِیْرًا" (ابوداؤد' الاطعمة' باب ماجاء فی اجابة الدعوة ح ۳۷۴۱)

"یعنی بن بلایا مہمان چوروں کی طرح داخل ہوتا ہے اور لٹیروں کی طرح نکل جاتا ہے"۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے "کہ اگر ایک ہی وقت میں دو شخصوں کے ہاں دعوت ہو جائے تو جس نے پہلے بلایا ہو' اسے ترجیح دو اور اگر بلانے میں برابر ہوں تو جو تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہو اسے مقدم رکھو"۔

(ابوداؤد' الاطعمة' باب اذا اجتمع داعیان ایھما احق ح ۳۷۵۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الغرض دعوت کو قبول کرنا مسنون ہے' اگر کوئی شخص کسی کی دعوت (بلاعذر شرعی) قبول نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نافرمان لکھا جائے گا۔

دعوت کے لغوی معنی مطلق بلانا ہے' عرفی طور پر کھانے کی دعوت مشہور ہو گئی ہے' مقصد حدیث کا یہ ہے کہ جب بھی کوئی بلائے یا کوئی دعوت دے تو قبول کر لیا کرو۔

ہاں! اگر بلانے والا بروقت یہ بتا دے کہ میں کھانے پر بلا رہا ہوں یا چائے کی دعوت دے رہا ہوں یا ویسے ہی آپ کو کسی مشورہ کے لئے دعوت دی ہے تو بہتر ہے اس طرح اطمینان ہو جاتا ہے اور کوئی خلجان نہیں ہوتا۔

**

۳۵

دوستوں کا خیال رکھنا

خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ[1]

ترجمہ: "تم میں اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ سب سے اچھا ہو گا' جو اپنے دوستوں کے حق میں سب سے اچھا ہو گا"۔

تشریح: رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو اضافہ محبت کے جہاں اور بہت سے طریق بتائے اور عملی سبق سکھائے ہیں وہاں ان کو باہم دوستی اور اخوت

---

(۱) ترمذی' البر والصلة' باب ماجاء فی حق الجوار ح ۱۹۴۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدا کرنے کی خاص تعلیم بھی دی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تھی تو اس ایک ایک انصار اور ایک ایک مہاجر کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا تھا (بخاری' الکفالة' باب قول الله تعالیٰ والذین عاقدت ایمانکم فاتوهم نصیبهم ح ۲۲۹۳۔ ۲۲۹۴۔ مسلم' فضائل الصحابة' باب مؤاخاة النبی صلی الله علیه و سلم بین اصحابه رضی الله عنهم ح ۲۵۲۹) اور پھر فرمایا تھا کہ:

"یاد رکھنا تم میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ شخص زیادہ مقبول ہو گا' جو اپنے دوست کا حق دوستی سب سے زیادہ ادا کرے گا"۔ (الترغیب و الترهیب ۱۶/۴ بحواله طبرانی فی الاوسط ۱۰۵/۸ ح ۷۲۱۰)

دوست کے ساتھ دوستی کسی ذاتی غرض اور مقصد کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اللہ کے لئے ہونی چاہئے کیونکہ دنیاداروں کی دوستی محض دنیوی اغراض و مقاصد کے لئے ہوتی ہے۔ جب غرض پوری ہو گئی اور مقصد حاصل ہو گیا' تو دوستی ختم ہو گئی اور اگر اسے آپ سے کوئی غرض پوری ہوتی نظر نہ آئی تو پھر بھی دوستی گئی۔ دوستی پائیدار وہ ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کے کام پر ہو گی۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِی اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰهِ (ابوداؤد' السنة' باب مجانبة اهل الاهواء و بغضهم ح ۴۵۹۹)

"یہ سب سے بڑھ کر فضیلت والا عمل ہے کہ کسی سے محبت بھی اللہ ہی کے لئے ہو اور عداوت بھی اللہ ہی کے لئے ہو"۔

جب آپ اللہ کے لئے کسی سے محبت رکھیں گے اور اللہ کے لئے اسے اپنا دوست بنائیں گے' تو اللہ تعالیٰ بھی آپ سے محبت رکھے گا اور قیامت کے دن اس کا بہت بڑا اجر دے گا۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

"کہ قیامت کے دن (جو بہت سخت اور ہولناک دن ہو گا) اللہ تعالیٰ سات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسم کے لوگوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا اور ان میں سے ایک وہ ہوں گے جو آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھتے ہوں گے"۔

البخاری' الاذان' باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ ح ۶۶۰۔ مسلم الزکاۃ' باب فضل اخفاء الصدقۃ ح ۱۰۳۱

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت اور کسی سے اللہ کے لئے دوستی کیونکر ہو؟ جواب یہ ہے کہ جب تم دوست بنانا چاہو' سب سے پہلے یہ دیکھو کہ وہ دیندار ہے یا نہیں؟ اسلام کا شیدا اور اسلامی احکام کا پابند ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس سے دوستی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہے تو اس سے دوستی قائم کی جا سکتی ہے۔

تم اس سے معاہدہ کر لو کہ میں تم سے اللہ کی رضا کے لئے دوستی کرنا چاہتا ہوں۔ تم بھی اقرار کرو کہ میں تم سے اللہ کی رضا کے لئے دوستی پیدا کرنا چاہتا ہوں' ہر نیکی میں ساتھ ساتھ رہو گے۔ اور ہر برائی سے مجھے روکتے رہو گے۔ میں تمہارے دکھ درد میں اور تم میری مصیبت میں میرے کام آؤ گے۔ میری خوشی میں تمہاری خوشی اور میرے غم میں تمہارا غم شامل ہو گا اور ہم تاحیات یک جان دو قالب ہو کر رہیں گے' اور جب ہم میں کوئی اختلاف پیدا ہو گا' تو شرعی نقطہ نگاہ سے اس کا فیصلہ کر لیا جائے گا اور اسے تسلیم کرنا فریقین کا اسلامی فرض ہو گا۔

جب آپ نے ان شرائط پر کسی سے دوستی قائم کر لی تو بس وہ حقیقی دوستی ہو گی جو دنیا کے علاوہ قیامت کے دن بھی آپ کے کام آئے گی۔ پس ایسے دوست تلاش کرو' اور ایسے دوست بناؤ' خواہ وہ ایک دو ہی ہوں۔ ورنہ کھانے پینے کے دوست' عارضی اور زبانی دوست تو سینکڑوں مل جاتے ہیں' مگر وہ کسی کام کے نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ کسی غرض اور مقصد کے لیے دوست بنتے ہیں۔ ایسوں کی دوستی وفا سے خالی ہوتی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

آج کل اکثر خیالی یا گمانی دوست ہیں
دل وفاداری سے عاری ہیں زبانی دوست ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن کی آن آملیں یا زندگی میں گاہ گاہ
عارضی ہے دوستی ان کی وہ آنی دوست ہیں
نان کی خاطر جو تیرے مدح خواں بن کر رہیں
مفلسی میں بھاگ جائیں گے وہ نانی دوست ہیں
جان تک قربان کرتے ہوں جو تیری ذات پر
قدر کر ان کی حقیقت میں وہ جانی دوست ہیں

حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ دوستی کا حق مرنے کے بعد مرنے والے کی اولاد پر بھی ضروری ہے۔ (مسلم' البروالصلة : باب فضل صلة اصدقاء الاب و الام' ح ۲۵۵۲)

ابوداؤد میں ہے کہ ایک بار ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ میرا باپ انتقال کر گیا ہے کیا کوئی ایسی نیکی ہے جو میں کروں اور اس کا اجر اسے ملے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں! اس کے لئے دعا کیا کرو اور اس کے خویش واقارب سے نیک سلوک کرو' اور اس کے دوستوں کا احترام کرو"۔

(ابوداؤد' الادب' باب فی برالوالدین ح ۵۱۴۲)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک بار مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں ایک شخص ملا' جو ناگفتہ بہ حالت میں تھا' آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کچھ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست ہے' آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری اسے دے دی اور اپنی دستار مبارک بھی دے دی۔ دوستوں نے کہا حضرت یہ غریب آدمی تو تھوڑے سے صدقہ سے بھی خوش ہو سکتا تھا' آپ نے اتنا قیمتی خچر اسے کیوں دے دیا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ "بڑی نیکی اور بڑی سعادت مندی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کرے"۔ (مسلم' البروالصلة' باب فضل صلة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصدقاء الاب والام' ح ۲۵۵۲)

اب غور کیجئے کہ جس دین نے باپ کے دوستوں سے حسن سلوک کی یہ تعلیم دی ہو وہ اپنے دوستوں سے کس محبت' مروت اور اخوت کی تعلیم دیتا ہو گا؟!

* *

۳۶

پڑوسی کے حقوق

لَیْسَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَنْ لاَّ یُؤْمِنُ جَارُہٗ بَوَائِقَهٗ"[1]

ترجمہ "وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کے شر سے مامون و محفوظ نہ ہو"۔

تشریح آنحضرت ﷺ نے جہاں دیگر عزیزوں' رشتہ داروں اور خویش واقارب کے الگ الگ حقوق بیان فرمائے ہیں وہاں حضور ﷺ نے پڑوسیوں اور ہمسایوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ جس طرح ماں باپ' بہن بھائی' میاں بیوی' خالہ' پھوپھی' چچا' ماموں وغیرہ کے متعلق الگ الگ احکام دیئے ہیں اور ان کے حقوق وفرائض بھی متعین کر دیئے ہیں اور ہر مسلمان پر یہ پابندی عاید کر دی ہے کہ وہ کسی طرح بھی اپنے ہمسایہ کو نقصان یا تکلیف نہ پہنچنے دے۔ بلکہ اسے تکمیل ایمان کا ایک نشان قرار دے دیا ہے' کہ جس کا ہمسایہ اس کے دکھ اور ایذا سے محفوظ رہے وہی

---

(۱) طبرانی فی الکبیر ۲۴۱/۱' مجمع الزوائد ۱۶۹/۸ واصلہ فی الصحیحین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کامل مومن ہو سکتا ہے۔

اب غور کرو کہ ایک مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے کتنا مکلف ہے کہ وہ اپنی طرف سے اپنے ہمسایہ کو کسی قسم کی تکلیف اور تنگی نہ پہنچنے دے اور اسے کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ آنے دے۔ چونکہ ہمسایہ ہی ایک ایسا شخص ہے جس سے چولی دامن کا ساتھ ہوتا ہے اور اس سے نرم گرم ہونے کا موقعہ مل سکتا ہے' اس لئے تاکید کر دی گئی ہے کہ کسی مومن میں اس امتحان کے موقعہ پر گرمی پیدا نہ ہونی چاہئے بلکہ اسے تو دوسروں کی سختی پر بھی نرم ہو جانا چاہئے۔

ہمسایوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور اچھا سلوک کرنے سے جو خوشگوار اثرات پیدا ہو سکتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں اور نت نئے روز پڑوس کی چخ پخ اور لے دے سے ایک شریف انسان پر جو طبعاً برا اثر پڑتا ہے اس سے بھی کوئی ناواقف نہیں ہے۔ پس اندریں حالات خود غور فرمایئے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے کیسی پاکیزہ تعلیم دی ہے کہ جس سے دنیوی آرام بھی ہو اور دینی محبت اور اخوت کا رشتہ بھی مضبوط ہو۔ ایک موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ :

"تم کوئی چیز پکاؤ یا تمہارے ہاں کوئی اچھی چیز بطور تحفہ آئے تو اپنے ہمسایہ کو نہ بھولو۔ کچھ نہ کچھ اس کے ہاں بھی بھیج دیا کرو"۔ (مسلم' البر والصلة' باب الوصية بالجار والاحسان اليه ح ۲۶۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی میرے ہاں گوشت پکتا تو حضور ﷺ فرماتے عائشہ پانی زیادہ ڈال لینا تاکہ شوربا بڑھ جائے اور ہمسایہ کو ضرورت ہو تو وہ خالی نہ جائے۔ الم اجده و فی الباب عن ابی در رضی الله عنه انظر السابق و عن عبدالله المزنی رضی الله عنه' انظر الترمذی ح ۱۸۳۲)

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ :

"یہ مومن کے شایان شان نہیں ہے کہ خود تو پیٹ بھر کر سو جائے اور اس کا ہمسایہ پاس بھوکا رہے۔ (مشکوة' الاداب' باب الشفقة والرحمة على

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الخلق ح ۶۹۹' بحواله بیهقی فی شعب الایمان' ح ۳۳۸۹' و الادب المفرد' ح ۱۱۲،

پڑوسی اور ہمسایہ وہی ہو سکتا ہے جس کا گھر تمہارے گھر سے ملا ہوا ہو اور اگر چاروں طرف چار گھر ہوں تو یقیناً چاروں پڑوسی ہوں گے۔ مگر زیادہ حقدار وہ ہو گا جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے قریب ہو۔ بخاری شریف میں ایک حدیث ہے جس کا منظوم ترجمہ یہ ہے

؎ عائشہ صدیقہ کرتی ہیں بیاں
میں نے پوچھا اے شہ کون و مکاں
عرض یہ ہے دو پڑوسی ہیں مرے
بھیجوں دونوں میں سے میں ہدیہ کسے
مجھ سے یوں کہنے لگے حق کے حبیب
ہو تمہارے در سے جس کا در قریب

ابخاری' الهبة' باب بمن يبداء بالهدية ح ۲۲۵۹،

فقہائے اسلام نے ہمسائگی کو دور دور تک بڑھا دیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آج تو قریبی ہمسائے کا حق ادا کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے اور کوئی مسلمان قطعاً اس کا خیال نہیں کرتا کہ ہمسایوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور حسن سلوک میرا شرعی فریضہ ہے اور اس کے متعلق سرور دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے

؎ جو نہ دے ہمسایہ کو امن و اماں
مومن کامل نہیں وہ بے گماں

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۷

پڑوسی کو آزار پہنچانا

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ[1]

ترجمہ "جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ کبھی اپنے پڑوسی کو تکلیف اور ایذا نہ پہنچائے"۔

تشریح اس حدیث پاک کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمسائے کی ایذا کا کچھ نہ کچھ تعلق اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت سے بھی ہے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ پڑوسی کو ایذا نہ دے اگر دے گا تو پھر آخرت کے دن اللہ تعالیٰ خود اس سے پوچھ لے گا اور اس کی جواب طلبی کرے گا کہ تو نے میرے حکم کی کیوں نافرمانی کی۔ ایک سزا تو حکم عدولی کی ملے گی دوسرے حقوق العباد میں حق تلفی کی۔ پس

؎

ہو نہ ایماں خدا و حشر پہ
وہ پڑوسی کو نہ پہنچائے ضرر

حدیث میں ہے "کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جو دو شخص ایک دوسرے

---

(1) بخاری، الادب، باب من کان یومن باللہ ..... ح ٦٠١٨۔ مسلم، الایمان، باب الحث علی اکرام الجار ..... ح ٤٧۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر دعویٰ کریں گے وہ دونوں ہمسائے ہوں گے"۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۱)

اس سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد میں محشر کے دن سب سے پہلے ہمسایوں کے فیصلے ہوں گے۔ پس یہی وجہ ہے کہ سرور عالم ﷺ نے ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کی زیادہ تاکید فرمائی ہے کہ اگر تمہارا پہلا فیصلہ اچھا ہو گیا تو آئندہ بھی اچھائی کی توقع ہو گی۔ اور اگر پہلے مقدمہ ہی میں تمہارے خلاف ڈگری ہو گئی تو دوسرے فیصلوں میں تمہیں کامیابی کی کیا توقع ہو سکتی ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"ہم حضور سرور کائنات ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک شخص آکر یوں گویا ہوا "حضور! ایک عورت ہے نہایت نیک اور صالحہ۔ عابدہ بھی ہے اور زاہدہ بھی، کثرت سے روزے رکھتی ہے اور کثرت سے نوافل بھی پڑھتی رہتی ہے مگر اپنے ہمسایوں سے لڑتی ہے انہیں گالیاں دیتی اور تنگ کرتی ہے اس کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ قَالَ: هِيَ فِي النَّارِ

سن کے گویا ہوئے شاہ غیور
جائے گی دوزخ میں وہ عورت ضرور

وہ بولا! حضور ﷺ ایک دوسری عورت ہے، نہ تو عابدہ ہے نہ زاہدہ، نہ زیادہ نوافل پڑھے، نہ روزے رکھے، صرف فرائض پنجگانہ ادا کرتی ہے مگر ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک، محبت اور مروت سے پیش آتی ہے اور اس کے ہمسائے اس سے نہایت خوش رہتے ہیں، اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ (احمد ۲ ۴۴۰)

سن کے فرمانے لگے حضرت نبی
جنت الفردوس میں وہ جائے گی

"ابن ماجہ" میں ہے کہ ایک بار ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت کسی شخص کے اچھے اور برے اعمال پہچاننے اور جاننے کا کیا معیار ہے؟ حضور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ہمسایہ سے دریافت کرلو اگر وہ اسے اچھا کہے تو یقیناً اچھا ہو گا' اگر برا سمجھے تو برا ہو گا۔ (ابن ماجہ' الزھد' باب الثناء الحسن ح ۴۲۲۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اعمال جانچنے کا پہلا ترازو ہمسایہ ہی ہو گا۔ جس کا ہمسایہ مرتے دم تک تکلیف میں رہے گا وہ یقیناً کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

ایک بار حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ مجھے خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں اسے حصہ وراثت میں حقدار ہونے کا حکم نہ دے دیں (بخاری' الادب' باب الوصاۃ بالجار ح ۲۰۱۴۔ مسلم' البر والصلۃ' باب الوصیۃ بالجار ح ۲۶۲۴)

ان کی اس تاکید اور اصرار سے
یہ گماں ہونے لگا پیدا مجھے
دیتے دیتے حکم تاکیدی یوں نہیں
کہہ نہ دیں وارث پڑوسی کو کہیں

پس ہر مسلمان مرد عورت' بوڑھے اور بچے کو اس امر کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کا ہمسایہ خواہ وہ مومن ہو یا کافر اس سے تکلیف نہ پائے۔ ہمسائیگی مکان کی ہو یا دوکان کی' دفتر کی ہو یا سکول کی' بہرحال ہر قسم کی ہمسائیگی میں ہمسائے اور ساتھی کو تکلیف نہ دو۔ اس امر کی بچوں کو بھی خصوصیت سے تعلیم دینی چاہئے اور عورتوں کو بھی یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھا دینا چاہئے۔ تاکہ ایک دوسرے کا خیال کریں اور معاشرہ سدھر جائے۔

**

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿۳۸﴾

ہمیشہ ظلم سے بچو

اِتَّقُوْا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

ترجمہ "ظلم سے بچو' بیشک ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ہے"۔

تشریح اس حدیث میں ظلم سے روکا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی ظالم بن گیا تو قیامت کے دن کوئی عمل اس کے کام نہ آئے گا اور وہ کہیں کوئی روشنی نہ پائے گا اور اندھیروں میں دھکے کھائے گا۔

عام طور پر مشہور یہی ہے کہ ظلم وہی کرتا ہے جو طاقتور ہو' صاحب اقتدار ہو' دوسروں پر غالب ہو' حاکم ہو' اثر و رسوخ رکھتا ہو اس کا لوہا مانا جاتا ہو۔ غریب' کمزور' بے دست وپا اور عاجز کسی پر کیا ظلم کرے گا؟ مگر حضور ﷺ نے جو ظلم کی تشریح فرمائی ہے اس میں ہر قسم کے ظلم شامل ہیں۔ مثلاً ایک شخص غریب اور کمزور ہونے کے باوجود زبان سے کسی کو گزند پہنچاتا ہے' ستاتا ہے' دل دکھاتا ہے' جیسا کہ ہمسائیگی میں اکثر ہوتا رہتا ہے تو یہ بھی ایک قسم کا ظلم ہے--- اگر کوئی شخص کسی سے کچھ چھین لیتا ہے یا نظر بچا کر چیز اٹھا لیتا ہے' چرا لیتا ہے' تو یہ بھی ظلم ہے۔ اگر کوئی شخص

---

(۱) مسلم' البر والصلة' باب تحريم الظلم ح ۲۵۷۸۔ واخرجه البخاری' فی المظالم' باب الظلم ظلمات يوم القيامة ح ۲۳۱۷۔ مختصرا بلفظ "الظلم ظلمات يوم القيامة"۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کی حق تلفی کرتا ہے' خرید و فروخت میں دھوکا دیتا ہے' قسم کھا کر مال مار لیتا ہے' جھوٹی شہادت دے کر کسی کو نقصان پہنچاتا ہے' تو یہ بھی ظلم ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اگر رشوت لیتا ہے' سود کھاتا ہے' امانت میں خیانت کرتا ہے' یہ بھی ظلم ہے۔

ایک شخص مرگیا' کسی نے کہا شہید ہو گیا' حضور ﷺ نے فرمایا:

"نہیں نہیں' میں نے تو اسے دوزخ میں دیکھا ہے"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیران ہوئے اس کے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ اگلے ہی دن اس نے ایک کمبل چوری کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بس اس چوری ہی کی وجہ سے وہ جہنم میں گیا ہے۔ (بخاری' المغازی' باب غزوۃ خیبر ح ۴۲۳۴ بسیاق مختلف)

دو شخص زمین کے معاملہ پر باہم لڑتے تھے' تنازعہ صرف ایک بالشت زمین کا تھا' حضور ﷺ کو علم ہوا تو فرمایا کہ:

"جو شخص ظلم اور زیادتی سے کسی کی ایک بالشت بھر زمین بھی لے گا قیامت کے دن اتنی ہی سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری' بدء الخلق' باب ماجاء فی سبع ارضین ح ۳۱۹۵۔ مسلم' المساقاۃ باب تحریم الظلم و غصب الارض ح ۱۶۱۰)

اس سے زمیندار لوگ عبرت حاصل کریں اور وہ لوگ بھی جو مکان بناتے ہیں' چپہ چپہ زمین کے لئے اپنے ہمسایوں سے جنگ کرتے اور مقدمہ لڑتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ کسی کا حق سلب کرنا بہت بڑا ظلم ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں "کہ اگر کوئی شخص کسی ظالم کی حمایت کرے گا' یا اس کے حق میں شہادت دے گا تو وہ بھی قیامت کے دن اس کا ساتھی ہو گا" (مجمع الزوائد' ج ۴ ص ۲۰۵ بحوالہ طبرانی فی الکبیر ج ۱ ص ۱۹۷)

؎ یہ ظالم اور ان کے سب مدد گار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عذاب نار میں ہوں گے گرفتار

طبرانی میں ہے کہ ظالم اور ظالم کا مدد گار دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

(مشکوۃ' الاداب: باب الظلم' ح ۵۱۳۵' بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان ۱۱۲/۶' ح ۷۶۷۵)

مدد ظالم کی دانستہ کرے جو
تم اس کو خارج از اسلام سمجھو

حضور ﷺ نے حکام کو خصوصیت کے ساتھ ظلم سے ڈرایا ہے۔ کیونکہ ظلم کا زیادہ تر امکان انہیں سے ہو سکتا ہے پھر وہ جو ان کے ساتھی معین اور مددگار بن جاتے ہیں وہ بھی جرم میں ان کے شریک ہو جاتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا "کہ اے افسرو اور حاکمو! اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرو' کیونکہ جب کسی بے کس وناچار پر ظلم ہوتا ہے تو اللہ کا غضب اور قہر جوش میں آجاتا ہے"۔ (کنز العمال ح ۷۶۰۵' بحوالہ دیلمی)

؎
نہ کسی کا دل دکھا اور نہ کسی کی آہ لے
دل کے دکھ جانے سے ناداں عرش بھی ہل جائے

حضور ﷺ نے فرمایا "کہ مظلوم کی بد دعا سے ڈرو' اس کی دعا برق و شرر کی طرح آسمان پر چڑھتی ہے' اور قبولیت کا اثر رکھتی ہے' اللہ تعالیٰ پر اس کا حق ہے کہ قبول کرے کیونکہ اس میں اور اللہ میں کوئی پردہ نہیں ہوتا"۔ (حدیث کا پہلا حصہ مستدرک حاکم ۲۹/۱ میں ہے۔ جبکہ آخری حصہ بخاری' المظالم باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم' ح ۲۴۴۸' مسلم' الایمان: باب الدعاء الی الشهادتین و شرائع الاسلام' ح ۱۹ میں ہے)

؎
جفا جویا ستمگارا! حذر از آہ مظلوماں
کہ تیر آہ مظلوماں نہاں در سنگ جادارد

پس تمام حاکموں' افسروں اور بالخصوص پولیس والوں کو چاہئے کہ وہ عدل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وانصاف سے کام لیں۔ کسی مقدمہ میں رشوت' ڈالی اور تحفہ قبول نہ کریں۔ کہ اس سے لازماً عدل وانصاف کا خون ہو گا اور کسی نہ کسی پر ظلم ہو کر رہے گا۔

ابو نعیم میں ایک روایت ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ حضور ﷺ نے کوتوال اور سپاہ کو توجہ دلائی ہے۔ اور رعایا پر ظلم وستم ڈھانے والوں کو دوزخ کے کتے کہا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۲۱/۴)

مظلوم مسلمان ہو یا کافر' فاسق ہو یا فاجر' اس سے بحث نہیں' اللہ تعالیٰ تو ہر مظلوم کا حامی ہے ہر مظلوم کا ساتھی ہے ہر مظلوم کی فریاد رسی کرے گا اور ہر ظالم سے اس کا پورا پورا انتقام لے گا۔

؎ نہ چین پائے گا تو بھی ظالم کسی کا خانہ خراب کر کے
یاد رکھنا کہ لیں گے بدلے جناب باری حساب کر کے

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا:

"کیا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ دینار' نہ پیسہ ہو نہ دھیلا' وہ مفلس ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' "نہیں" میری امت میں مفلس وہ ہو گا جو قیامت کے دن بہت سی نیکیاں لے کر جائے گا اس کے نامہ اعمال میں نماز بھی ہو گی اور روزہ بھی' حج بھی اور زکوٰۃ بھی اور بیسیوں قسم کی نیکیاں ہوں گی' جو اس کی نجات کے لئے کافی ہوں گی۔ مگر دنیا میں اس نے کسی کو گالیاں دی ہوں گی' کسی پر تہمت لگائی ہو گی' کسی کی غیبت کی ہو گی' کسی کا مال کھایا ہو گا' کسی کا خون بہایا ہو گا' کسی پر ظلم کیا ہو گا' وہ سب جمع ہو جائیں گے اور اپنا بدلہ طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں کاٹ کاٹ کر ان کو دیتا جائے گا۔ تاآنکہ یہ بالکل خالی ہاتھ رہ جائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں میں سب کا حساب پورا ہو گیا تو بہتر' ورنہ پھر ان کی برائیاں اور گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر ڈالے جائیں گے جس سے وہ تو بچ کر نجات پا جائیں گے اور یہ اپنی تہی دستی' درماندگی اور افلاس کی وجہ سے جہنم میں جائے گا"۔ (مسلم' البر والصلة' باب تحریم الظلم ح ۲۵۸۱)

یہ کہہ کر حضور ﷺ نے فرمایا:

"کہ اپنا حساب دنیا ہی میں صاف کر کے مرو' جس کا حق کھایا ہو دے دو' جس پر ظلم ڈھایا ہو اس سے معافی مانگ لو اور آئندہ کے لئے توبہ کرو ورنہ قیامت کے دن کوئی نیکی تمہارے پاس نہ رہے گی اور مظلوم سب کچھ لے جائیں گے" (بخاری' المظالم' باب من کانت له مظلمة ...... ح ۲۴۴۹)

ے
جب کرے ظالم نہ اپنا احتساب
حشر میں خالق کرے گا احتساب

**

۳۹

مسلمان بھائی کی مدد کرو

"اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا"[1]

ترجمہ "اپنے بھائی کی مدد کر' خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم"۔

تشریح ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے اپنے دوسرے بھائی کی امداد کرے۔ مدد کئی قسم کی ہوتی ہے' مالی بھی ہوتی ہے

(۱) بخاری' المظالم' باب اعن اخاک ظالما اور مظلوما' ح ۲۴۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جانی بھی' لسانی بھی اور اخلاقی بھی۔ ایک شخص غربت اور افلاس کی حالت میں آپ کے دروازہ پر آجاتا ہے اور آپ سے کچھ سوال کرتا ہے آپ اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیتے ہیں یا ایک دو آنہ دے کر رخصت کر دیتے ہیں یہ کوئی مدد نہیں ہے۔ آج کل بہت سے لوگ اسی طرح گداگروں اور بھیک منگوں کو کچھ نہ کچھ دے کر یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ان کی مدد کر رہے ہیں' حالانکہ وہ گناہ میں ان کے مددگار اور معاون بن رہے ہیں اور گداگری کی تعلیم دے کر ملک میں گداگروں کی تعداد بڑھا رہے ہیں' جو بجائے خود ایک گناہ ہے۔

آپ کا فرض تھا کہ اس کو گداگری سے روکتے' گداگری کے عیوب اور نقائص بیان کرتے اور اسے محنت ومزدوری کے فضائل بتاتے' تجارت کی طرف توجہ دلاتے اور پھر حسب توفیق کچھ روپیہ کی مدد کر کے اسے کوئی دوکان کھلوا دیتے' یا کسی کام پر لگا دیتے' یا کہیں ملازمت دلوا دیتے۔ تب صحیح معنوں میں آپ اس کے مدد گار ہوتے۔

غرض یہ کہ کسی کی عارضی مدد کوئی مدد نہیں ہوتی بلکہ حضور ﷺ کا مقصد خصوص مدد سے ہے۔ کہ جب تم کسی کی مدد کرو تو ایسی مدد کرو کہ وہ پھر کسی کا محتاج نہ رہے۔ اگر تم میں اتنی طاقت نہیں تو کسی طاقت والے کے پاس لے جاؤ اس ضمن میں اس کی رہنمائی کرو کہ یہ بھی اس کی ایک مدد ہے۔ اور بڑی اچھی مدد ہے۔

ایک آدمی آپ سے کوئی سفارش چاہتا ہے اور آپ کی سفارش سے اس کا کام بن جاتا ہے تو سفارش کر دو' یہ بھی ایک مدد ہے۔ ایک آدمی آپ سے رائے دریافت کرتا ہے' کوئی مشورہ طلب کرتا ہے' اسے صحیح مشورہ یا صحیح رائے دینی یہ بھی ایک مدد ہے۔ ایک آدمی آپ سے وقت طلب کرتا ہے یا کسی معاملہ میں آپ کے زور بازو کا محتاج ہے' اس کی حاجت کو پورا کرنا یہ بھی اس کی مدد ہے۔

غرض یہ کہ مدد مالی ہو یا بدنی' زبانی ہو یا اخلاقی' چھوٹی ہو یا بڑی' ادنیٰ ہو یا اعلیٰ' ہر مسلمان کو مسلمان کی مدد کرنی چاہئے۔ اگر کوئی شخص استطاعت کے باوجود کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غریب، مسکین، محتاج کی مدد نہیں کرتا، تو وہ حضور اکرم ﷺ کا نافرمان ہے آپ ﷺ کی حکم عدولی کر رہا ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے بصیغہ امر "اُنْصُرْ" فرمایا ہے یعنی "مدد کر"۔

محتاج یا مظلوم کی مدد تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کیونکر کی جاسکتی ہے؟ البتہ اس حدیث میں جو ظالم کی مدد کا حکم دیا ہے، ممکن ہے یہ کسی کی سمجھ میں نہ آیا ہو۔ حضور ﷺ نے جب یہ حکم دیا تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی سوال کیا تھا فَكَيْفَ نَنْصُرُ ظَالِمًا ہم ظالم کی مدد کیسے کریں؟ اگر ظالم کی مدد کی جائے گی تو وہ اور ظلم ہوگا۔ حضور ﷺ نے جواباً فرمایا کہ ظالم کو ظلم سے روکنا یہ اس کی مدد ہے۔ اگر تم ظالم کو نہیں روکتے تو وہ مزید ظلم اور زیادتی کرے گا جس سے زیادہ مجرم بنے گا اور قیامت کے دن بڑی سزا پائے گا۔ اگر تم اسے ظلم سے روکو گے تو یہ نہ صرف مظلوم کی مدد ہو گی بلکہ اس کی بھی مدد ہو گی کہ وہ ایک جرم سے بچ جائے گا اور قیامت کے دن سزا سے بچ جائے گا۔ گویا ع

روکنا ظلم سے ظالم کو یہ ہے اس کی مدد

اگرچہ عرف عام میں ظالم اسی کو کہتے ہیں جو دوسروں پر ظلم توڑے، زیادتی اور تعدی کرے۔ کسی کو مارے، مال چھین لے، عزت برباد کرے، مگر قرآنی اصطلاح میں اس شخص کو بھی ظالم کہتے ہیں جو اپنے آپ پر ظلم کرے۔ یعنی حدود شرعیہ کو توڑے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے، یعنی ایسے اعمال کا ارتکاب کرے جو اسے جہنم رسید کریں۔ تو گویا یہ اپنا آپ دشمن ہے اور اپنے آپ پر ظلم کر رہا ہے۔ پس ایسی صورت میں کسی گناہ گار کو گناہ سے بچانا یا گناہ سے بچنے کی ترغیب دلانا، نصیحت کرنا، وعظ کہنا یہ بھی اس کی مدد ہے۔ پس ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ دوسرے بھائیوں کو اس قسم کے ظلم سے روکتا رہے، گناہوں سے ڈراتا رہے، برے کاموں سے بچاتا رہے اور تبلیغ حق سے ان کی مدد کرتا رہے اور ثواب حاصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا رہے۔

***

۴۰

والدین سے حسن سلوک

مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ طُوْبٰى لَهٗ زَادَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِهٖ[1]

ترجمہ: "جو کوئی ماں باپ سے نیک سلوک کرے' اسے بشارت ہو' اللہ تعالیٰ اس کی عمر زیادہ کرے گا"۔

تشریح: یہ ایک دعا اور ایک بشارت ہے جو حضور سرور دوعالم ﷺ نے اپنی امت کے ہر اس بچے کو دی ہے جو ماں باپ کا مطیع' فرمانبردار اور خدمتگار ہو۔ ارشاد ہوتا ہے کہ جو بچہ سعید ہوتا ہے' وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہوتا ہے' ان کا تابعدار رہتا ہے اور ان کے ہر حکم اور ہر ارشاد کو سر آنکھوں پر رکھتا ہے' میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ اور اس کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت عطاء فرمائے۔

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بعد اگر مسلمان پر کسی کی اطاعت مقدم ہے تو وہ ماں باپ ہی کی مقدم ہے۔ اگرچہ استاد اور حاکم کی اطاعت بھی ضروری ہے مگر

---

(۱) مسند ابی یعلی بتحقیق الاثری ۲ ۱۸۰ ح ۱۴۹۲ وقال الهیثمی فی المجمع ۸ ۱۳۷ رواہ ابو یعلی والطبرانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجہ اور مرتبہ کے لحاظ سے ماں باپ کی اطاعت کا حکم مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اور احادیث میں سرور کائنات ﷺ نے ماں باپ کی اطاعت' ان کی خدمت' ان کی رضا جوئی' ان کی خوشنودی کی بار بار تاکید کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ تم ہزار نیکیاں کرو مگر ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہ آؤ تو قیامت کے دن ایک نیکی بھی تمہارے کام نہ آئے گی۔

اسلام نے تمام اعمال حسنہ سے جہاد کا درجہ اور مرتبہ سب سے بڑا اور افضل قرار دیا ہے۔ اور جہاد کے متعلق یہاں تک فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرے اور شہید ہو جائے تو وہ بلا حساب جنت میں جائے گا اگرچہ وہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو' اس کے تمام گناہوں پر قلم عفو پھر جاتا ہے اور اس کے جنازے کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سنا تو جہاد کی طرف لپکے۔

"ایک صحابی رضی اللہ عنہ ایسے تھے جن کے ماں باپ ضعیف اور کمزور تھے' اگر وہ بھی فوج میں بھرتی ہو جاتے تو ان کی خدمت کے لئے گھر میں اور کوئی آدمی نہ تھا' حضور ﷺ کو اس کا علم ہوا۔ صحابی کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم مجاہدین میں شامل نہیں ہو سکتے۔ واپس جاؤ اور ماں باپ کی خدمت کرو۔ اس نے عرض کیا حضور! میرے جذبہ ایمان کو دیکھئے۔ میرے شوق شہادت کو ملاحظہ کیجئے۔ اور جنت سے محروم نہ کیجئے' آپ ﷺ نے فرمایا سنو' تمہیں جنت ماں باپ کی خدمت میں ہی مل سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ماں باپ کی خدمت جہاد سے بھی زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ میں تجھے جنت سے محروم نہیں کر رہا بلکہ تجھے اور تجھ جیسے ہزاروں نوجوان بیٹوں کو جو بہترین فوجی خدمات سرانجام دے سکتے ہیں قوم' ملک اور ملت کی اہم ترین ضرورت کے باوجود یہ حکم دیتا ہوں کہ وہ ماں باپ کی خدمت کریں کہ ان کی نجات اسی میں ہے"۔ بخاری' الجهاد' باب الجهاد باذن الابوين ح ۳۰۰۴' مسلم' البر و الصلة' باب بر الوالدين و ايهما احق به۔ ۲۵۴۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں بھی آیا ہے:

بِرُّ الْوَالِدَيْنِ يُجْزِئُ مِنَ الْجِهَادِ (مستدرک حاکم ۱۸۸/۱ تفسیر در منثور ۲۷۰/۵ بحوالہ ابن ابی شیبہ ۳۵۴/۸)

؎ جو خادم ہو ماں باپ کا بامراد
وہ خدمت ہے قائم مقام جہاد

ایک بار ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ حضور مجھ پر اپنی بیوی اور بال بچوں کی نگرانی و نان نفقہ اور خدمت مقدم ہے یا ماں باپ کی خدمت مقدم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

بِرُّ وَالِدِكَ فَوَلَدِكَ (اس مفہوم کی روایت کنزالعمال ح ۴۵۴۹۲ میں ہے۔)

"پہلے ماں باپ' پیچھے اولاد"۔

اس سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو بیوی بچوں کی خاطر ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں اور وہ کس مپرسی کی حالت میں پڑے رہتے ہیں۔

ایک بار ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس دولت ہے جو میں نے خود اپنی محنت سے کمائی ہے' اب میرا باپ بھی اپنا حق جتاتا ہے اور اس میں سے لینا چاہتا ہے' کیا وہ لے سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ (ابوداؤد' البیوع' باب فی الرجل یاکل من مال ولدہ ح ۳۵۳۰۔ ابن ماجہ' التجارات' باب ما للرجال من مال ولدہ ح ۲۲۹۱' ۲۲۹۲)

؎ یوں ہوا اس وقت ارشاد نبی
باپ کا ہے تو بھی' تیرا مال بھی

باپ اگر سارا مال لینا چاہے تو لے سکتا ہے تجھے اف بھی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ تمہاری سعادت اسی میں ہے کہ تم اپنی اولاد سے اپنے ماں باپ کو مقدم رکھو اگر وہ محتاج ہوں تو ان کی حاجت کو پہلے پورا کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیلمی کی ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماں باپ کو ڈانٹے انہیں برا بھلا کہے تو حاکم وقت کا فرض ہے کہ اسے سزا دے اور اگر کوئی اپنے ماں باپ کو مارے' تھپڑ رسید کرے یا لاٹھی سے ضرب پہنچائے اور وہ مفتی قاضی حاکم کے پاس جائے۔ اگر اس کا ثبوت فراہم ہو جائے تو وہ بیٹا واجب القتل ہو جاتا ہے اور وہ جہنم میں جانے کا مستحق ٹھہرتا ہے' وَمَنْ ضَرَبَهُمَا فَاقْتُلُوْهُ (الکامل لابن عدی ۴۷۱/۲ مختصراً جداً' مساوی الاخلاق للخرائطی ح ۱۰' دیلمی فی مسندہ ۴ ۱۹۰ ح ۶۱۰۱)

جو دے گالیاں اپنے ماں باپ کو
تو حکم نبیؐ ہے کہ تم اس کو مارو
اگر کوئی ماں باپ کو مار بیٹھے
امام شریعت اسے قتل کر دے

المختصر ماں باپ کی نافرمانی اکبر الکبائر میں سے ہے' ان کی ناراضگی باعث جہنم ہے اور ان کی خوشنودی ذریعہ نجات۔

"ترمذی میں ہے کہ ماں باپ کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی ہے' اور ماں باپ کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے بشرطیکہ ماں باپ شریعت کی خلاف ورزی کا حکم نہ دیں۔ (ترمذی' البر والصلۃ' باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین ح ۱۸۹۹)

باپ کی اطاعت حقیقت میں ہے حق کی بندگی
معصیت میں باپ کی ہے معصیت اللہ کی

ایک بار ایک شخص نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ حضرت! ماں باپ کی زندگی میں میں ان کی خدمت نہیں کر سکا وہ انتقال فرما گئے ہیں اب کس طرح ان کا حق ادا کروں کہ میری نجات ہو سکے' آپ نے فرمایا کہ تو اب ہمیشہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہ' ان کے عہد و پیمان کا خیال رکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان کے اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی کر اور ان کے دوستوں کا ادب و احترام ملحوظ رکھ..... (ابو داؤد' الادب' باب فی بر الوالدین ح ۵۱۴۲)

الغرض ماں باپ کی زندگی میں تاحین حیات ان کی اطاعت اور خدمت اور بعد وفات ان کے لئے دعائے مغفرت ہمارے لئے باعث فلاح وبہبود ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

* *

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسلم پبلیکیشنز

کی مختلف موضوعات پر چند
شہرہ آفاق کتب